لبیک اللھم لبیک

www.KitaboSunnat.com

تالیف

مولانا امیر حمزہ

دار الاندلس
Dar-ul-Andlus

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لبیک اللّٰھم لبیک

تالیف

مولانا امیر حمزہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

لبیک اللھم لبیک

تالیف

مولانا امیر حمزہ

ناشر .... دارالاندلس

ملنے کا پتہ

مرکز القادسیہ 4۔لیک روڈ چوبرجی، لاہور
فون: 7230549-7231106-7240940

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لبیک اللّٰھم لبیک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لبیک اللّٰھم لبیک

- خطبہ ....
- عرض ناشر ....
- گھر سے دعوت کی ابتدا 18
- قوم کو دعوتِ توحید 18
- جب ابراہیم علیہ السلام نے بزرگوں کی پتھری مورتیوں کو توڑا 21
- مصر میں آزمائش کے لمحات 25
- مصر کی شہزادی چاند سے بیٹے کے ہمراہ ویران اور خشک پہاڑوں کے درمیان 26
- ننھے اسماعیل اور اس کے والدین کا رفعت وعظمت کی طرف سفر 29
- جدہ سے مکہ تک 42
- اللہ کے گھر ''کعبہ'' میں 44
- گناہ چوس...... کالے پتھر کے قریب 46
- کعبے کے گرد سات چکر 49
- ملتزم 51
- مقام ابراہیم 52
- اللہ کے گھر کی محبت میں توحیدی جذبات کی لہریں 54
- اے اللہ! 54
- میرے پیارے مولا! 55
- اے اللہ! 55

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ!	55
اے میرے رب تعالیٰ!	56
صفاو مروہ کے درمیان	57
آب زم زم	60
اساف اور نائلہ	61
حوا کی بیٹیوں کے لیے	61
سر منڈوانا	63
کعبہ کے اندر ''حطیم'' میں	64
مکہ	66
بلندیوں کی جانب	68
غار ثور	70
مدینے کی جانب	71
دعوت و جہاد کا علمبردار، پاکیزہ شہر	76
مسجد قبا	78
مسجد جمعہ	79
شہروں کو کھا جانے والا شہر	79
مسجد نبوی	79
بقیع کا قبرستان	81
جبل احد	82
صحابیہ کا ایمان افروز واقعہ	84
غزوہ احزاب	85
یہودی کا قلعہ	87
حج کی فضیلت	92
حج اکبر	94

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گھر سے نکلتے وقت 94
ذوالحلیفہ 95
بدر کے میدان میں 96
بلند آواز سے لبیک کہنے کا حکم 98
اللہ کا محبوب شہر 100
حجر اسود کی فضیلت اور سعی کی فرضیت 100
عمرہ اور حج اکٹھا کرنے کا حکم 102
مومنوں کی ماں...... حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا 103
تمتع 104
قران 104
افراد 105
جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو 105
بال کتروانا پھر منڈوانا 106
وضاحت 107
منیٰ کی طرف روانگی 107
منیٰ میں قیام 108
عرفہ کی طرف روانگی 108
آخری خطبہ 109
نزول وحی 111
ظہر اور عصر کی اکٹھی نمازیں 111
عرفہ میں وقوف 112
عرفہ کے دن کی دعا 112
عرفہ کے دن کی فضیلت 113
مزدلفہ کی جانب 114

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مزدلفہ میں	115
کمزوروں، عورتوں اور بچوں کے لیے سہولت	116
اللہ کے رسول ﷺ کی مشعر الحرام کی جانب روانگی	116
وادی محسر	117
جمرات کو کنکریاں مارنا	117
منیٰ میں خطبہ	118
ضروری بات	120
قربانی	120
سر منڈوانا	122
طواف افاضہ	122
زم زم	123
منیٰ میں تین راتیں اور جمرات کو کنکر مارنا	124
کوئی حرج نہیں	125
منیٰ میں مسجد الخیف کی فضیلت	125
تشریق کے دن	126
طواف وداع	127
خواتین کے مسائل	127
مردہ اور زندہ کی جانب سے حج کرنا	129
حج آخری ستون	134
وادی محسر سے سبق	139
جہاد اور زہد	140
واپس مدینہ پہنچنے کی دعا.....کہ جس سے جہاد کی خوشبو آتی ہے	141

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسنون خطبہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

”بلاشبہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے، اسی سے مدد مانگتے اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ دھتکار دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

”حمد و صلوۃ کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام امور میں سے برے کام (دین میں) خود ساختہ (بدعت والے) کام ہیں، ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔“

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ○

"اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم مسلمان ہو۔ لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، (پھر) اس سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلا دیا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے (بچو)۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔ اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی اور کھری) بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، یقیناً اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔"

① ((مسلم' الجمعة' باب تخفيف الصلوة و الخطبة' حديث ٨٦٨ و ٨٦٧۔ والنسائي' ٣٢٧٨))

② ((رواه الاربعة واحمد والدارمي و روى البغوي في شرح السنة مشكوة مع تعليقات الالباني' النكاح' باب اعلان النكاح۔۔۔ وقال الالباني حديث صحيح۔))

تنبیہات:

- صحیح مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خطبہ کا آغاز ((ان الحمدلله)) سے ہے لہذا ((الحمدلله)) کی بجائے ((ان الحمدلله)) کہنا چاہیے۔
- یہاں ((نؤمن به ونتوكل عليه)) کے الفاظ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔
- یہ خطبہ نکاح جمعہ اور عام وعظ و ارشاد یا درس و تدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسی خطبہ حاجت کہتے ہیں اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت و ضرورت بیان کرے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَذِّن فِي ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ (الحج:۲۷)

''لوگوں میں حج کی منادی کر دے۔ لوگ تیرے پاس پا پیادہ آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر (سوار ہوکر) بھی۔ وہ دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے، جن میں سے ایک اللہ کے لیے حج کرنا ہے۔

زیر نظر کتاب ''لبیک اللھم لبیک'' محترم مولانا امیر حمزہ ﷾ کے سفر حرمین کے آنکھوں دیکھے مناظر کی بہترین منظر کشی ہے۔ حج اور عمرہ ادا کرنے والے شخص کو کن کن مراحل سے گزرنا اور کیا کیا ادائیں بجا لانا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حج کیسے کیا؟ حج اور جہاد کا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپس میں کیا رشتہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے گھر والے آزمائش کے کن مرحلوں سے گزرے۔؟ وہ کون سی ادائیں ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئیں کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے ان پر عمل کرنا لازم کر دیا، یہ سب کچھ آپ کو اس مختصر کتاب میں ملے گا۔ ان شاء اللہ

یہ کتاب "دارالاندلس" کی طرف سے روایتی شائستگی اور تہذیب سے شائع کی جا رہی ہے۔ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے والے احباب کے لیے یقیناً یہ ایک تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین!

محمد سیف اللہ خالد

مدیر "**دارالاندلس**"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لبیک اللھم لبیک

باب
اول

سیرت ابراہیم علیہ السلام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''الحمد للہ'' بالآخر اللہ تعالیٰ نے فریاد سن لی اور میں نے سرزمین حجاز کی راہ پکڑی مگر وہاں چلنے سے پہلے ...... حج اور عمرہ سے واقف ہونے سے قبل، اس ذات گرامی کے بارے میں تو جان لیں کہ جن کے ادا کیے ہوئے اعمال کو دہرانے کا نام عمرہ اور حج ہے۔ یہ ذات گرامی کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس ذات گرامی کے ایک عظیم فرزند سے کچھ ایسا ہی سوال کیا:

''اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قربانیاں کیا ہیں؟''

''یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ادا ہے۔''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے ثمر، امام الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جواب دیا۔

یہ عظیم المرتبت رسول گرامی ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ جن کی دعا کی وجہ سے ہمارے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں رسول بن کر آئے۔ یہ آج سے چار ہزار سال قبل عراق کے شہر ''ار'' میں پیدا ہوئے۔ ''آزر'' نے اپنے اس بیٹے کا نام ابراہیم رکھا۔ عراق کا سرکاری مذہب ولیوں کے بتوں کی پوجا تھا اور آزر ''وزیر مذہبی امور'' تھا۔ اس دور میں بادشاہت کی طرح دوسرے عہدے بھی وراثتاً باپ کے بعد بیٹے کو منتقل ہوتے تھے۔ اس لحاظ سے ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے روایتی گدی نشین تھے۔ مگر ابراہیم علیہ السلام کو تو بچپن ہی سے اس مذہبی نظام سے نفرت تھی۔ چنانچہ وہ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا تاج سر پر رکھ دیا۔ اب ابراہیم علیہ السلام کو توحید کی دعوت دینا تھی، اس دعوت کی ابتدا انہوں نے اپنے گھر سے کی، چنانچہ اپنے باپ سے مخاطب ہو کر وہ دعوت کی ابتدا کرتے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گھر سے دعوت کی ابتدا:

يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ (مریم:۴۲-۴۳)

"پیارے اباجان! آپ اس کی پوجا کیوں کرتے ہیں؟ جو نہ تو سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ آپ کے کسی کام ہی آ سکتا ہے۔ اباجی! (میں تمہیں بتلاؤں؟) میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا، میرے پیچھے پیچھے چلو میں آپ کو ہموار راستے پر ڈال دوں گا۔"

آزر اپنے بیٹے کی گفتگو پر غور کرنے کی بجائے طیش میں آ گیا، جی ہاں! بڑے لوگ طیش میں آتے ہی ہیں، اسے بھی طیش آیا کہ میرا بیٹا ہو کر مجھے سمجھاتا ہے، میں تو بادشاہ کا قریبی ہوں، مذہبی نظام کا ٹھیکیدار ہوں، بڑے مقام والا ہوں، ساری دنیا میرے آستانے پر جھکے اور میرا بیٹا مجھے اس سے ہٹانے کی دعوت دے اور وہ بزرگ جن کی وجہ سے میرا معاشرے میں مقام ہے، یہ ان کی توہین کرے؟ لہٰذا غصے سے لال پیلا ہو کر کہنے لگا:

قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ (مریم:۴۶)

"اے ابراہیم! کیا تو میرے بزرگوں کو نہیں مانتا (یاد رکھ!) اگر تو باز نہ آیا تو پتھروں سے تیری پٹائی کروں گا، چلا جا مجھ سے مدت مدید تک۔"

قوم کو دعوتِ توحید:

حضرت ابراہیم علیہ السلام باپ کا یہ کرخت انداز دیکھ کر اسے دعائیں دیتے ہوئے رخصت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے مگر دعوت کا کام اپنی قوم میں متواتر کرتے رہے۔ قوم جہاں بزرگوں کی پتھری تصویروں کی پوجا کرتی تھی، وہیں ستاروں کی بھی پرستش کرتی تھی۔ جیسے آج کل لوگ نجومیوں کے ہاں قسمت معلوم کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں داخل ہو جائے گا تو پھر اس طرح کے واقعات ہوں گے اور آپ کا برج جدی ہے یا میزان ہے وغیرہ وغیرہ...... تو اس وقت بھی لوگ ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ ستاروں سے اپنی قسمت وابستہ کرتے تھے۔ ستاروں سے بڑھ کر پھر چاند بھی ان کے معبودوں میں سے تھا اور سورج بھی ان کے مشکل کشاؤں میں سے تھا۔ یعنی وہ زمین کے پتھروں سے لے کر آسمان کے چمکتے پتھروں تک سب کی پوجا کرتے تھے۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے آسمانی خداؤں کی حقیقت کو ان پر واضح کرنے کے لیے ایک اسلوب اپنایا، دعوت توحید کا ایک طریقہ اختیار کیا۔ جہاں قوم کا جمگھٹا تھا اور رات کے وقت وہ چمکتے تاروں کی خوشنودی کے حصول میں مصروف عبادت تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی وہاں پہنچ گئے۔ جس چمکتے تارے کی طرف قوم کی نظریں تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے بارے میں کہا:

هَٰذَا رَبِّي

”یہ میرا رب ہے۔“

فَلَمَّآ أَفَلَ قَالَ لَآ أُحِبُّ ٱلْءَافِلِينَ ﴿٧٦﴾ (الأنعام: ٧٦)

”پھر جب وہ تارا ڈوب گیا تو کہنے لگے میں ڈوبنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔“

تارے کے بعد اس قوم کا جو دوسرا معبود، چاند تھا۔ اب ابراہیم علیہ السلام نے اس پر وار کرنے کا پروگرام بنایا مگر اس وار کا انداز کیسا خوبصورت تھا؟ جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنایا ذرا ملاحظہ ہو:

”جب روشن چاند دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے مگر جب وہ بھی چھپ گیا...... تو کہا: اگر میرے رب نے میری راہنمائی نہ کی تو میں تو گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔“

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تارے اور چاند کے بعد اب سورج کی باری تھی۔ چنانچہ جب وہ خوب روشن ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کے متعلق کہا:

هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ

"یہ میرا رب ہے (کیونکہ) یہ سب سے بڑا ہے مگر جب وہ بھی پردے میں چلا گیا تو کہا:

قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٧٨﴾ (الانعام:۷۸)

"اے میری قوم! بلاشبہ میں تو ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کو تم (اللہ کے ساتھ) شریک ٹھہراتے ہو۔"

غور فرمایئے! آسمان پر جن تین چمکدار پتھروں کی پوجا ہوتی تھی، ابراہیم علیہ السلام نے باری باری تینوں کی بے بسی اور بے ثباتی ظاہر کر کے ان کے رب ہونے کا انکار کیا، تارے کا انکار کرتے ہوئے واضح کیا کہ جو چھپ جائے وہ معبود نہیں ہو سکتا اور جب وہ معبود نہیں تو پھر اس سے وہ محبت کیسی؟ جو اپنے حقیقی معبود سے کی جاتی ہے۔ چاند کے ڈوبنے پر واضح کیا کہ ڈوب جانے والا رب نہیں ہوتا اور پھر قوم کو سمجھانے کے انداز میں کہتے ہیں کہ جو میرا اصل رب ہے اگر اس نے میری راہنمائی نہ کی، میں اس کی پہچان حاصل نہ کر سکا اور ان چاند تاروں میں گھرا رہا تو میں تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ اسی طرح جب سورج نے بھی پردہ پوشی کر لی تو کہا کہ یہ تو آسمان میں سب سے بڑا تھا، اب جب یہ بھی جاتا رہا تو اس کے بعد آسمان پر کون دکھائی دیتا ہے؟ جو اس سے بڑا ہو اور زیادہ روشن ہو؟ چنانچہ میری قوم کے لوگو! میں انہیں اللہ کا شریک نہیں مانتا لہٰذا میری بات غور سے سن لو:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾ (الانعام:۷۹)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس اللہ کی طرف کر لیا کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

غور فرمایئے! کس قدر پیارے، مشاہداتی اور پر حقیقت انداز اور بہترین اسلوب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو شرک سے نکال کر توحید کی طرف لانے کی کوشش کی اور آسمانی دیوتاؤں کی بے بسی، ان کے ماننے والوں پر ظاہر کر کے انہیں الہ واحد کی طرف دعوت دی مگر قوم نہ سمجھی اور برابر یہ کہتی رہی کہ یہ ہمارے بزرگوں کی گستاخی ہے اور پھر اس گستاخی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ ڈراتے رہے کہ یہ آسمانی بزرگ ہستیاں ابراہیم علیہ السلام کا نقصان کر دیں گی۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے بزرگوں کی پتھری مورتیوں کو توڑا:

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین پر موجود معبودان باطلہ کی طرف رخ کیا کہ ان کی بے بسی بھی قوم پر ظاہر کر کے حجت تمام کر دی جائے۔ چنانچہ ایک روز انہوں نے اپنے پجاری والد سے مخاطب ہو کر کہا:

مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ (الأنبياء: ٥٢)

"ان مورتیوں کی کیا حیثیت ہے کہ جن پر تم جے بیٹھے ہو؟"

جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمارے تو باپ دادا ان کی عبادت کرتے چلے آ رہے ہیں۔

یہ جواب سن کر ابراہیم علیہ السلام کو غصہ آ گیا اور انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر فیصلہ کیا کہ تم جب ان کی پوجا کر کے جاؤ گے تو میں ان سے نمٹ لوں گا اور پھر جب وہ چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام ان کے عبادت خانے میں داخل ہو گئے۔ اب وہ دیکھتے ہیں کہ بزرگوں کی پتھری مورتیوں کے سامنے طرح طرح کے کھانے سجے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غصہ آ گیا تو وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے:

أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ﴿٩٢﴾ (الصافات: ٩١-٩٢)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"کھاتے کیوں نہیں ہو؟ تمہیں تکلیف کیا ہے، بولتے کیوں نہیں؟"

اور پھر انہوں نے بڑے دیوتا کو چھوڑ دیا اور باقی سب کو داہنے ہاتھ سے مار مار کر سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور مقصد یہ تھا کہ جب وہ اپنے ان معبودوں کی یہ درگت اور حشر دیکھیں گے تو:

لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ﴿٥٨﴾ (الأنبياء:٥٨)

"ممکن ہے کہ وہ توحید کی طرف پلٹ آئیں۔"

اب جب انہوں نے اپنے مشکل کشاؤں اور حاجت رواؤں کی یہ درگت بنی دیکھی تو کہنے لگے:

مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٩﴾ (الأنبياء:٥٩)

"ہمارے بزرگوں کے ساتھ ایسا کس نے کیا؟ بلاشبہ وہ بڑا ظالم ہے۔"

اب ہر کوئی سوچ رہا تھا کہ ایسا کس نے کیا؟ آخر کار کہنے لگے:

سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ﴿٦٠﴾ (الأنبياء:٦٠)

"ایک نوجوان کو ہم نے سنا ہے وہ ان کا تذکرہ کرتا رہتا ہے، اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔"

اب جونہی ابراہیم علیہ السلام کا نام سامنے آیا تو سب نے کہا: ہاں!...... وہی ہوگا اور پھر کہا کہ اسے سب لوگوں کے سامنے لاؤ تا کہ لوگ اسے دیکھیں۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو لایا گیا اور اب سارے مجمع میں ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا جاتا ہے:

أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿٦٢﴾ (الأنبياء:٦٢)

"اے ابراہیم! ہمارے بزرگوں کا یہ حشر کیا تو نے ہی کیا ہے؟"

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَنطِقُونَ ﴿٦٣﴾ (الأنبیاء:٦٣)

"آپ نے جواب دیا: ان کے اس بڑے نے یہ (سب) کیا ہے۔ لہٰذا ان سے پوچھو اگر یہ بتلا سکتے ہیں تو......

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب سن کر وہ شرمندہ ہو گئے اور دل ہی دل میں اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ ظالم ابراہیم تو نہیں، ظالم تو ہم ہیں جو ان کی پوجا کرتے ہیں اور یہ جو ہماری مشکلیں حل کرنے والے ہیں ہمیں اتنا بھی نہیں بتلا سکتے کہ انہیں مارا کس نے ہے؟ اور پھر آخر کار سر جھکا کر کہنے لگے:

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰٓؤُلَآءِ يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ (الأنبیاء:٦٥)

"(ابراہیم!) آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تو نہیں بولتے۔"

اب غور فرمایے! اہل شرک کی آنکھیں نیچی ہیں اور سر جھکے ہوئے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اب ان پر یوں چڑھائی کرتے ہیں:

أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ (الأنبیاء:٦٦-٦٧)

"کیا اللہ کو چھوڑ کر تم ان کی بندگی کرتے ہو کہ جو نہ تمہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ تمہارا نقصان کر سکتے ہیں۔ پھٹکار ہے تمہارے لیے اور ان چیزوں کے لیے کہ جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو، کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں۔"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام دلیل کا میدان مار چکے تھے۔ جب کہ مشرکین عراق کے پاس دلیل کے مقابلے میں تقلید تھی انہوں نے صاف کہا کہ چونکہ ہمارے باپ دادا ان کی پرستش کرتے آئے ہیں لہٰذا ہم بھی کر رہے ہیں یعنی یہ لوگ تو لکیر کے فقیر تھے اور اسی کا نام تقلید ہے اور یہ تقلید

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام کی دلیل کے سامنے چاروں شانے چت ہو چکی تھی۔ آسمان کے چمکتے دیوتاؤں کی بے بسی کے بعد زمین پر رہنے والے بزرگوں کی پتھری تصاویر کی بے بسی بھی ثابت ہو چکی تھی تو اب جب ان عراقی مشرکوں، مقلدوں کے پاس کوئی دلیل نہ رہی تو انہوں نے کہا:

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٦٨﴾

(الأنبياء: ٦٨)

"کہنے لگے: اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو اسے جلا ڈالو اور اپنے مشکل کشاؤں کی مدد کرو۔"

قارئین کرام! یہ تھا اندھی شرکیہ تقلید کا نتیجہ کہ جن بزرگوں کی پتھری تصاویر کے سامنے وہ اپنی حاجتیں پیش کرتے تھے۔ اپنی مشکلات ان کے سامنے رکھتے تھے۔ اب جب وہ ایک موحد کے ہاتھوں برباد ہو چکے تو بجائے اس کے کہ ان کے پجاری عقل کے ناخن لیتے اور ان کی بربادی سے سبق حاصل کر کے ابراہیم علیہ السلام کی بات مانتے، وہ اس کے برعکس اب یہ کہہ رہے تھے کہ لوگو! اپنے ان برباد شدہ بزرگوں اور مشکل کشاؤں کی مشکل کشائی کے لیے آگے بڑھو، یہ خود تو اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور نہ ابراہیم علیہ السلام کا کچھ بگاڑ ہی سکے لہٰذا اب خود ہی آگے بڑھو اور ان دیوتاؤں کا بدلہ لینے کے لیے ابراہیم علیہ السلام کو جلا ڈالو۔ چنانچہ انہوں نے آگ کا الاؤ جلا کر اللہ کے موحد بندے کو اس کی نذر کر دیا۔ یہ آگ میں پھینک رہے تھے اور ادھر آگ کا خالق اپنی مخلوق کو حکم دے رہا تھا:

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ (الأنبياء: ٦٩)

"اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور خوشگوار بن جا۔"

یعنی ٹھنڈی اس قدر نہ ہو جانا کہ میرے خلیل کو رضائی اور لحاف کی ضرورت پڑ جائے بلکہ خوشگوار بن جا...... بہار کا نشاط انگیز جھونکا بن جا۔

اب چاہیے تو یہ تھا کہ شاہ عراق نمرود اور اس کی مشرک قوم ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گلزار بننے کے منظر کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتی مگر یہ لوگ شرک ہی پر ڈٹے رہے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ علیہا السلام کے ساتھ یہاں سے نکلے اور سرزمین شام کی طرف عازم سفر ہوئے۔

مصر میں آزمائش کے لمحات:

حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف جاتے ہوئے جب مصر پہنچے تو وہاں کے بادشاہ کو کسی نے خبر دی کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت عورت ہے۔ یہ آپ کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام تھیں۔ چنانچہ انہیں وقت کے بادشاہ کے محل میں پہنچا دیا گیا پھر کیا ہوا؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنیے:

« فَقَامَ اِلَيهَا فَقَامَتْ تَتَوَضَّأُ وَ تُصَلِّيْ فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَ بِرَسُوْلِكَ وَ أُحْصَنْتُ فَرْجِيْ اِلَّا عَلٰى زَوْجِيْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ » (بخاری، کتاب البیوع)

"بادشاہ حضرت سارہ علیہا السلام کی طرف بڑھا تو وہ وضو کر کے نماز پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے دعا کی: "اے میرے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے شوہر کے سوا میں نے اپنی عزت کو بچایا ہے تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کرنا"

یہ دعا کرنا ہی تھا کہ اس کافر بادشاہ کا نرخرہ بولنے لگا حتیٰ کہ وہ پاؤں مارنے لگا۔ اگلا قصہ صحیح بخاری کی اسی حدیث میں کچھ اس طرح ہے کہ:

"جب وہ بادشاہ مرنے لگا تو حضرت سارہ علیہا السلام نے اللہ سے دعا کی کہ: "اللہ! یہ مر گیا تو کہا جائے گا کہ اس عورت نے اسے قتل کیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے اپنے موحد بندے کی موحدہ بیوی کی اس دعا کو بھی فوراً قبول کر لیا اور بادشاہ مرنے سے بچ گیا، پھر وہ اپنے کارندوں سے کہنے لگا کہ: "اس عورت کو واپس ابراہیم کے پاس پہنچا دو اور یہ ہاجرہ بھی اس کی خدمت میں پیش کر دو چنانچہ حضرت سارہ علیہا السلام اپنے خاوند حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں اور کہا: ''آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ نے کافر کو ذلیل کر دیا اور یہ خادمہ بھی دلوادی ہے۔''

قارئین کرام! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مولا کریم کی عزت اور وقار کے لیے، جلالت اور شان کے لیے، معبودان باطلہ کو ذلیل کے میدان میں رسوا کیا، ان کے پجاریوں کی زبانوں کو گنگ کر دیا پھر اپنے مولا کی توحید کے لیے انہوں نے اپنے آپ کو آگ میں پھینکوانا برداشت کر لیا، وطن چھوڑا، باپ کی گدی کو لات ماری، گھربار ترک کیا۔ اب یہ کیسے ہوسکتا تھا؟ کہ ایک بندہ اللہ کی محبت میں اللہ کے وقار اور عزت کے لیے یہ قربانیاں پیش کرے اور اللہ اس کی عزت کا خیال نہ کرے...... نہیں نہیں...... یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اللہ نے اپنے خلیل کی عزت کا پاس ہی نہ رکھا، وہ خود اپنے خلیل کی عزت کا رکھوالا ہی نہ بنا بلکہ اس مالک نے یہ سماں پیدا کر دیا کہ جو بادشاہ اللہ کے خلیل کی عزت کی طرف بری نگاہ رکھے ہوئے تھا وہ اب اپنی عزت یعنی بیٹی ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کر رہا تھا۔ چنانچہ جب حضرت سارہ علیہا السلام محل میں گئیں تو اکیلی تھیں اور جب لوٹیں تو ان کے ساتھ حضرت ہاجرہ تھیں پھر یہ ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ بنیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ بنیں۔ وہ حضرت اسماعیل کہ جن کی نسل سے اللہ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

مصر کی شہزادی چاند سے بیٹے کے ہمراہ ویران اور خشک پہاڑوں کے درمیان:

حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین پہنچ گئے۔ آپ جب عراق سے چلے تھے تو چلتے وقت اللہ سے یہ کہہ کر بیٹا مانگا تھا:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿١٠٠﴾ (الصافات: ۱۰۰)

''میرے رب نیک بیٹا دے دے۔''

اب اللہ تعالیٰ نے فلسطین میں چاند سے بھی بڑھ کر خوبصورت بیٹا عطا فرمایا۔ یہ بیٹا مصر کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شہزادی حضرت ہاجرہ کی گود میں تھا۔ اس بیٹے کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ”اسماعیل“ رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خوشیوں کا یقیناً کوئی ٹھکانا نہ تھا کہ اللہ نے ان کی دعا قبول کر کے بیٹا دے دیا تھا اور اسی (۸۰) سال کی عمر میں دیا تھا اور حضرت ہاجرہ کی گود میں یہ پہلا میٹھا پھل تھا۔ اسی (۸۰) سال کی عمر میں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کا تارا تھا، آنکھوں کا نور تھا اور دل کا سرور تھا۔ اچانک ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور اس کی گود میں کھیلنے والے دودھ پیتے بچے اسماعیل کو ایک ویران اور خشک پہاڑوں میں گھری ہوئی وادی میں چھوڑ آؤ، چنانچہ تین افراد کا قافلہ چل پڑتا ہے۔ شام سے حجاز کی طرف، سرسبز و شاداب وادی سے خشک پتھریلی زمین کی طرف...... ندیوں، جھرنوں اور آبشاروں میں سے خشک اور سخت پہاڑوں کے دیس کی طرف، زیتون اور انجیر کی وادی سے بے آب و گیاہ وادی کی طرف اور فلسطین سے بلد امین کی طرف۔

کئی دنوں کے سفر کے بعد قافلہ اپنے مقام پر پہنچ گیا مکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ کچھ دن رہے اور پھر واپس فلسطین جانے لگے۔ ام اسماعیل نے اپنے سرتاج سے کہا:

”ہمیں یہاں چھوڑے جا رہے ہو تو کس کے حکم سے ایسا کر رہے ہو؟ ------ کہا: ”اللہ کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں“ ------ تب بیوی نے کہا: ”یہ بات ہے تو ہمارا اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔“ ------ ابراہیم علیہ السلام اپنا بیٹا اور بیوی یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں اللہ کے حکم پر عمل کر کے جا رہے ہیں اور اب یوں دعا گو ہوتے ہیں:

رَبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ فَٱجۡعَلۡ أَفۡـِٔدَةٗ مِّنَ ٱلنَّاسِ تَهۡوِيٓ إِلَيۡهِمۡ وَٱرۡزُقۡهُم مِّنَ ٱلثَّمَرَٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡكُرُونَ ﴿٣٧﴾

(ابراهيم: ٣٧)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”پروردگار! میں نے تو اپنی اولاد کو تیرے معزز گھر کے قریب ایسی وادی میں لا بسایا ہے جو زراعت کے قابل نہیں۔ ہمارے رب! تا کہ یہ نماز قائم رکھیں لہٰذا آپ بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیں اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما تا کہ وہ شکر بجالائیں۔

قارئین کرام! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا گھر پہلے ہی سے یہاں موجود تھا۔ موسمی تغیرات سے اس گھر کی عمارت موجود نہ رہی تھی مگر اس کی بنیادیں موجود تھیں تو اسی مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو لا بسایا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس گھر کی قدامت کا ذکر کرتے ہوئے اسے ”بیت العتیق“ پرانا گھر کہا اور اس گھر کی اولیت کو یوں بھی واضح کیا:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٦﴾ (آل عمران: ٩٦)

”بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہ مکہ میں ہے، بابرکت ہے اور تمام جہانوں کے لیے ہدایت کا مرکز ہے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے روئے زمین پر قدم رکھا تو بندوں کی عبادت کے لیے جو سب سے پہلا گھر بنا وہ مکہ میں ”بیت الحرام“ تھا اور اب اس کی آبادکاری کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس کے پاس لا بسایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام گاہے گاہے وقت نکال کر فلسطین سے یہاں آتے اور کچھ دن رہ کر واپس چلے جاتے۔ اب یہاں آبادکاری ہو چکی تھی بنو جرہم کے کچھ لوگ یہاں ”آب زم زم“ پا کر یہیں خیمہ زن ہو گئے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی اب بڑے ہو گئے تھے وہ بھاگنے دوڑنے کی عمر میں تھے۔ وہ اس عمر میں تھے جب بچہ اپنے باپ کی انگلی پکڑے میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام شام سے مکہ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں آتے اور اپنی بیوی اور بچے سے ملا کرتے۔

ننھے اسماعیل اور اس کے والدین کا رفعت وعظمت کی طرف سفر:

ایک دن ابراہیم علیہ السلام سو کر اٹھتے ہیں تو اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل سے یوں مخاطب ہوتے ہیں:

یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ۚ

(الصافات: ۱۰۲)

”میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب بتلا تیرا کیا خیال ہے؟“

اب بیٹا جسے اللہ نے ”حلیم“ (حوصلے والا) کہا، وہ حلم وحوصلے کا پہاڑ بیٹا اپنے ابا جی کو یوں جواب دیتا ہے:

یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

(الصافات: ۱۰۲)

”ابا جان! جس کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے وہ کر گزریے (جہاں تک میرا تعلق ہے تو اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔“

اللہ اکبر! یہ کیسا منظر ہے! چاند سا خوبصورت اکلوتا بیٹا، وہ بیٹا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں کر کر کے، ہجرت کے سفر میں اپنے اللہ سے مانگا تھا۔ پھر اسی (۸۰) سال کی عمر میں یہ بیٹا ملا تھا اور جب ملا تو بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑنے کا حکم ہوا اور اب جب بھاگنے دوڑنے لگا ہے تو ذبح کرنے کا حکم مل چکا ہے۔ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ اسماعیل بیٹے کو یہ اچھی طرح معلوم تھا اس لیے بیٹا اللہ کی رضا پر فوراً تیار ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ! کیسی پیاری تربیت ہے جو حضرت ہاجرہ نے اپنے چاند سے بیٹے کو دی ہے۔ ماں ہاجرہ کے حوصلے پر بھی قربان جائیں کہ وہ بھی بیٹے کو تیار کر کے باپ کے ہمراہ بھیج رہی ہے کہ اس کا خاوند اسے ذبح کر دے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اب خاوند اپنے جگر گوشے کی انگلی تھامے جا رہا ہے اور ہاجرہ کے کلیجے کا کیا حال ہوگا؟ وہ گھر میں اکیلی بیٹھی ہوگی، جب منظر اس کے سامنے آتا ہوگا کہ اس کا جگر پارہ زمین پہ دراز ہے۔ اس کے محبوب شوہر کے ہاتھ میں چھری ہے، جو اسماعیل کی گردن پہ چل رہی ہے۔ ہاجرہ کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ ممتا کی کیفیت کیا ہوتی ہوگی؟ مگر صبر کے دامن کو مضبوطی سے تھامے، وہ اپنی جگہ ثابت قدم ہے...... بیٹا اپنی جگہ اطاعت پہ کاربند ہے اور باپ اپنے مقام پہ پختہ عزم کا پہاڑ ہے۔ جی ہاں!...... سب نے اپنا اپنا کام کر دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا کام کر دکھایا۔ اسے امتحان مقصود تھا اور امتحان میں تینوں سرخرو ہو گئے تھے۔ اس مالک نے اسماعیل کو ذبیح کا مقام بھی دے دیا اور ہاجرہ کو اس کا جگر گوشہ واپس بھی لوٹا دیا۔ تب ہاجرہ کی خوشی کا کیا حال ہوگا؟ جب اس نے اسماعیل کو دیکھا ہوگا کہ اس کا چاند جیسا خوبصورت بیٹا میٹھی میٹھی باتیں کرتا اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی انگلی تھامے گھر میں داخل ہوا ہوگا؟ اب یہ تینوں خوش تھے اور عرش والا آسمان پر خوش ہو رہا تھا۔ آسمان والے نے نتیجہ سنا دیا، آسمانی گزٹ میں ہمیشہ کے لیے لکھ دیا گیا:

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿١٢٤﴾

(البقرۃ:۱۲۴)

”اور جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں کے ساتھ امتحان میں ڈالا تو وہ ان سب میں پاس ہو گیا (تب اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں تجھے سب لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔“

اب امامت کا نقشہ ملاحظہ ہو:

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ﴿١٢٥﴾ (النساء:۱۲۵)

”اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنا لیا۔“

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مقام یہ عطا فرمایا ہے کہ اپنے خلیل علیہ السلام کے دونوں بیٹوں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو نبی بنادیا پھر حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعنی پوتے یعقوب علیہ السلام کو بھی نبی بنادیا پھر پڑپوتے یوسف علیہ السلام کو بھی نبوت کا مقام عطا فرمادیا۔ غرض پھر جتنے بھی نبی بھیجے وہ حضرت داؤد بادشاہ ہوں یا ان کے بیٹے سلیمان نبی بادشاہ ہوں، حضرت زکریا ہوں یا حضرت یحییٰ جیسے پاکدامن پیغمبر۔ سب کے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی نسل سے بھیجے حتیٰ کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام مبعوث ہوئے تو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اور جب اللہ نے نبوت کا دروازہ بند کرنے کا فیصلہ کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے اسماعیل ذبیح علیہ السلام کی نسل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ ذبیح کے گھر پیدا کرکے نبوت کا دروازہ قیامت تک کے لیے بند کردیا۔ اپنے پیارے حبیب مصطفیٰ علیہ السلام کو تمام نبیوں اور رسولوں کا سردار بنادیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے ایک ایک منظر اور ایک ایک ادا کو قیامت تک کے لیے امت کے لیے نمونہ اور اسوہ حسنہ بنادیا اب غور فرمایئے! سیدالمرسلین کی زندگی تمام اولاد آدم کے لیے نمونہ ہے مگر سیدالمرسلین کے لیے ابراہیم علیہ السلام کو نمونہ بنادیا، ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٤﴾ (الممتحنة:٤)

”تمہارے لیے ابراہیم کی زندگی خوبصورت نمونہ ہے۔“

اور پھر اپنے حبیب علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرمایا:

ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ ٱتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ﴿١٢٣﴾ (النحل:١٢٣)

”(میرے رسول!) پھر ہم نے تیری طرف وحی بھیج دی کہ آپ ملت ابراہیم جو یکسو ہے اس کی پیروی کریں۔“

پھر تیسرے مقام پر اللہ اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکر حکم دیتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا پیغام اپنی امت کو بھی سنادو، فرمایا:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٥﴾

(آل عمران: ۹۵)

''(میرے رسول!) اعلان کردو اللہ نے سچ کہا ہے کہ ملت ابراہیم کے پیروکار بن جاؤ جو ایک راہ پر جمے ہوئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

قارئین کرام! ملت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی پر اللہ کس قدر زور دے رہے ہیں؟ ذرا ایک چوتھا مقام بھی ملاحظہ ہو جائے، فرمایا:

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٣٠﴾

(البقرة: ۱۳۰)

''اور کون ہے؟ جو ملت ابراہیم سے روگردانی کرے، مگر وہی کہ جس نے اپنے آپ کو احمق بنالیا ہو حالانکہ ہم نے تو ابراہیم کو دنیا میں بھی چن لیا اور بلاشبہ وہ آخرت میں بھی صالحین میں سے ہوگا۔''

قارئین کرام! اب امامت ابراہیم کا ایک سب سے بڑا اور قیامت تک کے لیے یادگار منظر ملاحظہ ہو، اللہ بتلاتے ہیں:

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾

(الحج: ۲۶)

''(اور یاد کرو وہ منظر) کہ جب ہم نے ابراہیم کے لیے کعبہ کی جگہ کو متعین کر دیا کہ میرے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔''

قارئین کرام! اللہ نے اب اپنا گھر بنانے کی جگہ متعین کر دی، چنانچہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دونوں باپ بیٹا اللہ کا گھر بنا رہے ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام مزدوری کر کے پتھر لا رہے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام معمار بن کر تعمیر کر رہے ہیں۔

لوگو! ان دونوں باپ بیٹے کا بنایا ہوا گھر اللہ کو اس قدر پیارا ہے کہ اس کے بننے کے بعد اللہ نے اپنے خلیل کو حکم دیا کہ آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں لوگ دور دراز کے علاقوں سے پیدل اور سواریوں پہ سوار اس کی زیارت کو آئیں گے اور جس کے پاس سواری، سفر خرچ ہو اور صحت بھی ٹھیک ہو اس کے لیے اس گھر کا حج فرض کر دیا اور فرمایا کہ جو باوجود استطاعت کے اس گھر کی زیارت کو نہ آئے تو اللہ کو بھی پھر ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہ واضح کر دیا کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے حج کیے بغیر مر جائے تو:

« فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا » (ابن کثیر)

”تو کچھ فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔“

سبحان اللہ! اللہ نے کیا مقام دیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے بنائے ہوئے گھر کی زیارت کو جو شخص نہ آئے اللہ کو اس کے اسلام اور دین کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تو یہ ہے وہ عظیم گھر، جسے اللہ نے اپنا گھر کہا اور جس میں ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب
دوم

دو سفید چادریں زیب تن کیے چوکور کالے گھر کی جانب "عمرہ" کا سفر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو سفید چادریں اوڑھے، جب جانب کعبہ چلے

اللہ کے خلیل علیہ السلام کی سیرت نگاہوں کے سامنے ہو تو کعبہ جانے کو دل تو بے قرار ہوتا ہے۔ مدت مدید سے بے قراری تھی اس بے قراری کے قرار کا آج اللہ نے ساماں کر دیا تھا۔ کانوں نے آواز سنی کہ پاسپورٹ (جواز) پر، کعبہ جانے کے اجازت نامے کا ٹھپہ لگ گیا ہے۔ تیرہ نومبر کو کعبہ کی سمت روانگی ہے مگر یہ روانگی کوئی عام سی روانگی ہے؟ یہ سفر بھلا کوئی عام سا سفر ہے؟ یہ تو کعبہ کا سفر ہے۔ بیت الحرام کا سفر ہے، یہ حرمتوں اور عزتوں والے گھر کا سفر ہے۔ اس سفر کے مخصوص آداب ہیں۔ اگر یہ سفر عمرے یا حج کا ہے تو مخصوص آداب کے بغیر اس گھر کی طرف سفر حرام ہے۔ میرا سفر عمرے کا سفر ہے اگر یہ عمرہ رمضان میں کر لیا جائے تو پھر تو صحیح مسلم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

”رمضان میں عمرہ کیا جائے تو یہ ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔“

تو اب پاک گھر کی جانب جانے کا ارادہ ہے تو جسم کو پاک صاف تو ہونا چاہیے، ناخنوں کو بھی کٹوا لینا چاہیے، مونچھوں کو ترشوا لینا چاہیے، جسم کے غیر ضروری بالوں کا صفایا کر لینا چاہیے، اللہ کے گھر کی جانب جانے کے شوق میں...... اب میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پہ عمل کرتے ہوئے غسل بھی کر لیا ہے، وضو بھی کر لیا ہے۔ میں نے دو ان سلی سفید چادریں ساتھ لے لی ہیں۔ میقات آنے سے قبل میں نے انہیں زیب تن کرنا ہے۔ جوتا بھی ایسا پہن لیا ہے کہ جس سے ٹخنے بہر حال ننگے رہیں۔ میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”احرام باندھنے والا نہ قمیص پہنے، نہ پگڑی باندھے، نہ برساتی اور نہ پاجامہ پہنے۔“ (مسلم)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سفید احرام پہن کر میں جہاز میں بیٹھ گیا ہوں۔ اب جہاز نے چلنا شروع کیا ہے۔ سعودیہ ائیرلائن کے جہاز میں مسافروں کو وہ دعا پڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے، جو دعا اللہ کے رسول ﷺ پڑھا کرتے تھے کہ جب آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھتے تھے اور وہ چل پڑتی تھی۔ چنانچہ ذرا ملاحظہ کیجیے! کیسی پیاری دعا ہے! کتنی جامع دعا ہے کہ جو کچھ سفر میں پیش آ سکتا ہے وہ سب پیش بندیاں اس دعا میں موجود ہیں۔ میں یہ دعا پڑھ رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ تمام خطرات سے نکل کر اپنے اللہ کے دامن میں پناہ لے رہا ہوں کہ جہاں امن ہی امن ہے، سکون ہی سکون ہے، راحت ہی راحت ہے، اب ملاحظہ ہوں صحیح مسلم میں اللہ کے رسول ﷺ کی دعا کے الفاظ:

«اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَ التَّقْوٰی وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَ اطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَ الْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَ سُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَ الْاَهْلِ»

"اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے اس (سواری) کو ہمارے بس میں کر دیا، وگرنہ ہم اسے قابو کرنے والے نہ تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے اللہ! ہم آپ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل (کی توفیق) مانگتے ہیں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ! ہم پر ہمارے اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری کو ہم سے سمیٹ لے۔ اے اللہ! تو سفر کا ساتھی ہے اور گھر والوں کا نگہبان بھی ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مصیبتوں اور برے منظر سے تیری پناہ میں آتا ہوں (اور اس بات سے بھی) کہ واپسی پر مال و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دولت اور اہل خانہ میں کوئی نقصان (دیکھوں)۔"

اب میرا رخ اس گھر کی جانب ہے جو تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے مسلمان اسی گھر کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں، جانور ذبح کرتے ہیں تو اس کا رخ بھی اس گھر کی طرف کر کے ذبح کرتے ہیں، ہمارے جہاز کا رخ بھی اب اسی گھر کی طرف ہے، وہ سمندری سفر ختم کر چکا ہے۔ خشکی کے راستوں پہ گامزن ہے۔ گلف کی ریاستوں کے بعد اب وہ یمن کے اوپر محو پرواز ہے اور ابھی "یلملم" آیا چاہتا ہے لہٰذا جنھوں نے احرام نہیں باندھا وہ "یلملم" آنے سے پہلے پہلے احرام باندھ لیں۔

"یلملم" کیا ہے؟ یہ ایسی جگہ کا نام ہے کہ جہاں پہنچ کر چادریں اوڑھنا ضروری ہے۔ اس حد کو دو چادریں پہنے بغیر پار کرنا جرم ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ والوں کے لیے "ذوالحلیفہ" کو حد مقرر کیا، شام کے رہنے والوں کے لیے "جحفہ" مقرر کیا، اہل نجد کے لیے "قرن المنازل" کو حد قرار دیا اور یمن والوں کے لیے "یلملم" کو میقات مقرر فرمایا، اب جو لوگ دنیا کے دیگر خطوں سے مکہ میں آئیں گے وہ بھی لامحالہ، انہی جگہوں میں سے کسی ایک راستے سے آئیں گے لہٰذا وہ ان میقاتوں کو پار کرنے سے قبل احرام باندھ لیں اور جو لوگ ان حدود کے اندر رہتے ہیں وہ اپنے گھروں سے احرام باندھ لیں۔ بہرحال ہمارا میقات تو "یلملم" تھا۔ یہ اب آ گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے سفید چادریں تو اوڑھ رکھی تھیں۔ ایک کا تہبند بنا لیا تھا، دوسری اوپر اوڑھ رکھی تھی اور اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل پہ عمل کرتے ہوئے ہم نے زبان سے یوں پکارا:

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ عُمْرَةً

"اے اللہ! میں عمرے کے لیے حاضر ہوں۔"

سفید چادریں اوڑھے، اپنے میقات پر عمرے کی خواہش کا اظہار کیا، جب آگے بڑھے تو اب دنیا بدل چکی تھی۔ اب کوئی امیر ہے، غریب ہے، بادشاہ ہے، فقیر ہے، کالا ہے یا گورا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سب کا ایک ہی لباس ہے۔ یہ سارے لوگ چاروں طرف سے کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ سب کی منزل ایک ہے، سادہ سا لباس پہنے یہ سارے ہی فقیر ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ (فاطر: ١٥)

''اے لوگو! تم سب اللہ ہی کے در کے فقیر (محتاج) ہو۔''

جی ہاں! فقر کی منزلیں یہاں طے ہوتی ہیں، تعصب کی قبائیں دو سفید چادریں اوڑھے تار تار ہوتی ہیں، برادریوں کے بت یہاں پاش پاش ہوتے ہیں، رنگ و نسل کے جاہلی تصورات اور امتیازات یہاں مٹتے ہیں۔ کیسی انقلاب آفریں ہیں یہ دو چادریں! یہ احرام باندھنے والوں کو درس دے رہی ہیں کہ دیکھ! جب تو اس دنیا سے جائے گا تو ایسی تین چادریں لے کر جائے گا، جانا تو تو نے چادریں ہی لے کر ہے پھر ملت ابراہیم کے لیے...... دین توحید کے لیے، اللہ کی عظمت کے لیے، اللہ کے جلال کے لیے، اللہ کے وقار کے لیے، تو سر دھڑ کی بازی لگا دے۔ جب تو نے کفنی پہن ہی لی ہے تو پھر اب ڈر کس بات کا؟ اب تو اس راستے پہ ہے کہ جس راستے کے مرشد اولین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عہد کیا تھا اور اسی کا حکم اللہ نے اپنے آخری نبی کو دیا تھا:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ (الانعام: ١٦٢)

''کہہ دو کہ بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

یاد رکھیے! یہ دو سفید چادریں پہن کر نکاح، جماع، منگنی اور مباشرت وغیرہ کے امور حرام ہو جائیں گے۔ غرض یہ دو چادریں پہنے جس کو موت آ جائے اس کا مقام ملاحظہ کرنا ہو تو صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات سنیے! آپ بتلاتے ہیں، (احرام باندھے) ایک شخص اونٹ سے گرا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا، تب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کا سر نہ ڈھانپو۔''

« فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا »

''کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ لبیک پکار رہا ہوگا۔''

جی ہاں......! یہ دو چادریں پہنے جب ہم نے میقات عبور کیا تو اب سب لوگ لبیک پکار رہے ہیں، سب ایک ہو گئے ہیں، ایک ہی رخ ہے، ایک ہی مقصد ہے، ایک ہی لباس ہے اور زبان پر ایک ہی ترانہ ہے......اب پنجابی بولنے والا، سندھی بولنے والا، پشتو میں گفتگو کرنے والا، بلوچی میں ہونٹوں کو جنبش دینے والا، اردو میں زبان کو حرکت دینے والا، غرض کسی بھی زبان میں اظہار خیال کرنے والا......اب اپنی بولی چھوڑ چکا ہے۔ سب کی ایک ہی زبان ہے۔ ایک ہی بولی ہے، وہ بولی جوان سب کے قائد اور مرشد اعظم محمد عربی ﷺ کی زبان ہے اور یہ عربی زبان ہے۔ یہ قرآن کی بولی ہے، یہ صاحب قرآن کی بولی ہے اور یہ اہل جنت کی بولی ہے۔ جی ہاں، کیسی پیاری بولی ہے یہ!......کیسی خوبصورت زبان ہے یہ!......خوبصورت کیوں نہ ہو کہ جبریل کی بولی بھی یہی ہے۔

اے نبی سے محبت کا دعویٰ کرنے والو! ہمارا دعویٰ محبت کس قدر بودا اور کھوکھلا ہے۔ اگر یہ سچا ہوتا تو آج ہم مسلمان ملکوں میں زبانوں کے جھگڑے نہ ہوتے، ہمارے منہ میں وہ زبان ہوتی جو ہمارے پیارے مصطفیٰ علیہ السلام کی زبان ہے۔ ہماری سرکار تو اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کی زبان تھی وہی تو ہماری سرکاری زبان ہے۔ مگر ہم نے سرکاری زبان چھوڑ کر غیروں کی زبان کو سرکاری بنا لیا اور اب غیر سرکاری زبانوں پر جھگڑے جاری ہیں۔ آہ! کس قدر نادان ہیں ہم، کس قدر عقل وخرد سے عاری ہیں ہم!

بہر حال...... میرے رسول ﷺ کی مقرر کی ہوئی حد پہ آ کر بولی بدلنا ہی پڑے گی، سب کو عربی بولنا ہی پڑے گی، اس عربی بولی کے جو الفاظ ہیں سب کو یہ کہنے ہی پڑیں گے، یہ جو توحید کا ترانہ ہے سب کو یہ گانا ہی پڑے گا۔ سر بھی ننگا، دو چادریں اور جوتا بھی ایسا جس سے ٹخنے ڈھکے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوئے نہ ہوں۔ یوں فقیرانہ ہیئت بنائے ہوئے پھر اللہ کے حضور یوں پکارنا ہی پڑے گا:

« لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ » (مسلم)

''حاضر ہو گیا ہوں، اے اللہ! میں تیری جناب میں حاضر ہو گیا ہوں، حاضر ہو گیا، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بلاشبہ سب تعریف اور نعمت تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔''

یہ توحیدی ترانہ جسے ''تلبیہ'' کہتے ہیں۔ سب زبانوں پہ جاری ہے ''تلبیہ'' کہتے کہتے جدہ آ گیا ہے۔

جدہ سے مکہ تک:

جدہ ایئر پورٹ سے باہر نکلا تو بھائی عبداللہ اشرف اور اکرم سلفی موجود تھے۔ ان کے ہمراہ شارع ستین پہ آیا اور وہاں غسل کیا، صحیح مسلم میں ہے:

''احرام کی حالت میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ غسل کر رہے تھے اور انہوں نے پوچھنے والے کو بتایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی غسل کر لیتے تھے۔''

اب مجھے مکہ جانا تھا، جدہ سے مکہ پون گھنٹے کے سفر پہ تھا۔ چنانچہ دل کہتا تھا وہ کونسی گھڑی ہوگی جب مکہ کی سمت سفر ہوگا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا دل کو کھینچ رہی تھی۔ چنانچہ ہم مکہ کی طرف چل دیے۔ بیس پچیس منٹ سفر کیا ہوگا کہ بوابۃ المکہ آ گیا۔ یہاں ایک خوبصورت دروازہ ہے۔ جس کی شکل رحل کی ہے اور اس پر قرآن کی شبیہ بنائی گئی ہے۔ روشنی کا اس انداز سے بندوبست کیا گیا ہے، رات کو دیکھیں تو یوں لگتا ہے جیسے قرآن سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں۔ اس بوابہ سے ذرا پہلے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ یہیں سڑک سے ذرا ہٹ کر حدیبیہ کا مقام ہے وہ کہ جہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رکنا پڑا اور مشرکین

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے عمرہ نہ کرنے دیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے یہیں احرام کھولا اور سر منڈوالیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے اس عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دشمن کے روکنے یا کسی اور وجہ سے عمرہ کرنے والے یا حج کرنے والے کو روک لیا جائے تو وہ وہیں احرام کھول ڈالے۔ اگر عمرہ کرنے والا ہے تو احرام کھول کر سر منڈوالے اور فارغ ہو جائے اور اگر حج کا ارادہ کرنے والا ہے تو وہ بھی وہیں احرام کھولے، سر منڈوائے اور فارغ ہو جائے اور اگر قربانی بھی اس کے ہمراہ ہے تو پہلے قربانی کرے پھر سر منڈوائے اور فارغ ہو جائے۔ اسی طرح یہ بات بھی یاد رہے کہ رکاوٹ کیوجہ سے آئندہ اس حج یا عمرہ کی قضا اس پر فرض ہوگی۔ ہاں البتہ اگر احرام کے وقت ہی شرط کر لے کہ جہاں رکاوٹ ہوگی میں وہیں احرام کھول دوں گا تو الگ بات ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں ایک صحابیہ ضباعہ بنت ازبیر کا واقعہ ہے کہ اس نے اللہ کے رسول (ﷺ) سے پوچھا:

"اے اللہ کے رسول! میں حج کرنا چاہتی ہوں مگر بیمار ہوں۔"

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"حج کر، مگر یہ شرط لگا کر (کہ اے اللہ!) میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہوگی جہاں تو نے مجھے روک لیا۔"

یعنی جہاں بیماری یا دشمن کی کوئی رکاوٹ وغیرہ پیش آ گئی تو وہیں احرام کھول کر فارغ ہو جاؤں گی۔ بہر حال حدیبیہ کے قریب سے گزرتے وقت اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ اور احرام کھولنے کی اجازت کے مسائل پہ غور کرتا ہوا میں حدود حرم میں سفر کر رہا تھا۔ حرم کی یہ وہ حدود ہیں جو ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھیں۔ پھر اللہ کے آخری رسول ﷺ نے حضرت جبریل کی نشاندہی پر ان حدود کا از سر نو تعین کیا۔ آج بھی یہی حدود ہیں۔ اس حد سے پہلے ہی "شرطے" (سپاہی) غیر مسلموں کو خبردار کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ:

"حرم محترم کی حد آ گئی ہے لہٰذا یہاں غیر مسلم داخل نہیں ہو سکتا۔"

ان حدود کے اندر شکار بھی ناجائز ہے، درخت کاٹنا بھی منع ہے۔ سبحان اللہ! جہاں جانور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی امن میں ہیں، درخت بھی امن میں ہیں، وہاں انسانوں کے امن کا کیا کہنا۔ چار ہزار سال سے یہ حدود قائم ہیں...... یہاں امن ہی امن ہے......اور لیجیے! اب ''بلدامین'' امن کا شہر مکہ بالکل قریب آ گیا تھا۔ اس کی عمارتیں دکھائی دے رہی تھیں اور بالآخر میں اس شہر ''مکہ'' میں داخل ہو رہا تھا جہاں اللہ کے خلیل علیہ السلام نے اپنی اولاد کو لا بسایا تھا۔ یہ وہ شہر ہے کہ جہاں میرے پیارے اور آخری رسول ﷺ نے اپنی زندگی کے ۵۳ سال گزارے اور یہ وہ محترم شہر ہے کہ جسے اللہ نے حرمت والا بنایا ہے۔ اس وقت سے کہ جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے لہٰذا وہ اللہ کی اس حرمت کے ساتھ قیامت کے دن تک معزز رہے گا......سو میں اس معزز و محترم شہر میں داخل ہو رہا تھا، اپنے مقدر پر نازاں تھا اور اپنے مولا کا شکر بجا لا رہا تھا۔

اللہ کے گھر ''کعبہ'' میں:

حرم محترم میرے سامنے ہے۔ صاف، سفید اور ٹھنڈے پتھروں پہ میں چل رہا ہوں۔ باب بلال سے میں نے دایاں پاؤں اندر رکھا ہے۔ صحیح مسلم میں اللہ کے رسول ﷺ کی دعا ایسے ہی موقع کے لیے تو ہے۔ چنانچہ میری زبان پہ اپنے نبی ﷺ کی بتلائی ہوئی یہ دعا جاری ہے:

« اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ »

''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے۔''

آگے بڑھتا ہوں تو سیاہ غلاف میں لپٹا ہوا چوکور گھر دکھلائی دیتا ہے۔ یہ میرے مولا کا گھر ہے، یہ کعبہ ہے، یہ بیت الحرام ہے اور یہ بیت العتیق ہے۔ ''ھدی للناس'' ہے، یہ سب لوگوں کی ہدایت کا مرکز ہے۔ یہ میرے رب کا آستانہ ہے، یہ میرے پروردگار کا دربار ہے، میں اب اس گھر میں داخل ہو گیا ہوں۔ قرآن کی آواز میرے کانوں میں گونجتی ہے:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ (آل عمران: ۹۷)

''جو بھی اس گھر میں داخل ہو گیا اسے امن مل گیا۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جی ہاں...... اسے دنیا میں بھی امن مل گیا اور اسے آخرت میں بھی امن مل گیا۔ اللہ! آخرت میں تو امن تبھی مل سکتا ہے جب میرے گناہ معاف ہو جائیں، جب میری غلطیاں دور ہو جائیں، جب میرے پاپ بخش دیے جائیں، تو اللہ اپنے آخری رسول ﷺ کی زبان سے میری اس خواہش کا بھی جواب دیتے ہیں، فرمایا:

« مَنْ اَتٰی هٰذَا الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَ لَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ »

(مسلم)

"جو اس گھر میں آ گیا پھر اس نے بے ہودہ اور شہوت رانی کی باتیں نہ کیں اور نہ گناہ کیے تو وہ واپس (اس حال میں) جائے گا (جیسا کہ) اسے اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔"

سبحان اللہ! کیا مقام ہے اس گھر کی زیارت کا، عمرہ کرنے کا کہ یوں پاپ دھلتے ہیں، یوں گناہ بخش دیے جاتے ہیں، یہ آوازیں میرے دل سے اٹھ رہی ہیں۔ یہ پیغام، یہ خوشخبریاں، میرے کانوں میں سرگوشیاں کر رہی ہیں اور میں باب بلال کے راستے حرم محترم کے برآمدے میں بچھے قالین پہ کھڑا ہو جاتا ہوں۔ ......اب سفید لباس پہنے، سیاہ غلاف میں ملفوف کعبے کو اپنی نگاہوں میں سمونا شروع کر دیتا ہوں۔ زبان پر "لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ" کا ترانہ جاری ہے۔ ذہن اچانک چودہ سو سال پیچھے کی طرف پلٹتا ہے۔ میرے پیارے رسول، میٹھے مجی ﷺ یہاں موجود ہیں۔ مشرکین مکہ بھی موجود ہیں ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ بھی موجود ہوں گے۔ یہ مشرک بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ توحیدی ترانہ یہ بھی پڑھ رہے ہیں۔ لبیک کہہ رہے ہیں: لَا شَرِیْكَ لَكَ۔ "اے اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں" بھی کہہ رہے ہیں۔ جونہی انہوں نے یہ جملہ کہا...... میرے مصطفیٰ ﷺ جو انہیں دیکھ رہے تھے، فرمانے لگے:

"وَیْلَكُمْ قَدْ قَدْ"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''تمہارا ناس ہو، بس، بس''

مگر یہ لوگ یہاں نہیں ٹھہرتے، آگے بڑھتے ہیں اور یہ جملے بولتے ہیں:

''اِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَ مَا مَلَكَ''

''مگر ایک شریک ہے، وہ تیرا ہی ہے، تو ہی اس کا مالک ہے اور وہ کسی شے کا مالک نہیں۔''

جی ہاں...... صحیح مسلم کی یہ حدیث جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے میں اس پر غور کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ اگلے جملے کہہ کر مشرک ہو گئے حالانکہ اگر یہ اگلے جملے نہ کہتے اور جہاں میرے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا: ''رک جاؤ'' یہ وہیں رک جاتے تو کوئی جھگڑا نہ تھا، کوئی اختلاف نہ تھا...... اختلاف ڈالا تو اتفاقی جملوں کے بعد اختلافی جملوں نے اختلاف ڈال دیا۔ باوجود اس کے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو ہمارا لات ہے، منات ہے، یہ نیک لوگ تھے۔ بزرگ تھے، اس دنیا سے چلے گئے پھر ہمارے لوگوں نے ان کی مورتیاں بنالیں ان کی پتھری تصاویر بنالیں اور ان کی طرف اشارہ کر کے وہ کہتے تھے کہ اے اللہ! تیرا شریک تو کوئی نہیں مگر یہ جو بزرگ ہے۔ یہ تو ہے نا! جو ہمارے مشکل وقت میں کام آتا ہے مگر اے اللہ! یہ جیسا بھی کرنی والا ہے اس کرنی والے کا مالک بھی تو ہے۔ یعنی یہ تیرا ہی بنایا ہوا بزرگ ہے، پہنچا ہوا ولی ہے اور یہ خود تو کسی شے کا مالک نہیں ہے۔ یہ ہمیں جو کچھ بھی لے کر دیتا ہے۔ تجھ ہی سے لے کر دیتا ہے لہٰذا اس لحاظ سے یہ تیرے ساتھ ہی شامل ہے، تیرا شریک تو کوئی نہیں مگر یہ اس طرح کا سفارشی موجود ہے۔ جی ہاں ...... یہی تو شرک ہے، یہی تو گمراہی ہے، یہ تو جھگڑا تھا، یہ تو اختلاف تھا جو میرے پیارے مصطفیٰ ﷺ اور ان مشرکوں کے درمیان تھا۔

گناہ چوس...... کالے پتھر کے قریب:

کعبہ کو جی بھر کے دیکھا...... مگر جتنا بھی دیکھ لیا جائے، بھلا جی کب بھرتا ہے؟ میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

برآمدے سے اٹھا، اپنے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے طریقے کے مطابق لبیک کہنا بند کیا اور حجر اسود کے پاس آ گیا۔ اب میں نے اپنی سفید چادر کے پلو کو داہنی بغل کے نیچے سے گزارا اور داہنا کندھا اور بازو ننگا کر لیا۔ بعض لوگ میقات ہی سے ایسا کر لیتے ہیں، حالانکہ سنت یہ ہے کہ طواف شروع کرتے وقت کندھا ننگا کیا جائے۔ حجر اسود سے طواف کی ابتدا کی جائے۔ چنانچہ اب میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا اسے بوسہ دینے کے لیے اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا...... میں حجر اسود یعنی کالے پتھر کو دیکھ رہا ہوں۔ اللہ! اللہ!...... کتنا مبارک ہے! کتنا بابرکت ہے! کتنا متبرک اور مقدس ہے! کہ یہ جنت سے آیا ہے۔ اسے فرشتوں کے ہاتھ لگے ہوں گے، اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں نے چھوا ہے اور چھوا ہی نہیں بلکہ اللہ کے خلیل نے اسے چوما بھی ہوگا۔ حضرت اسماعیل نے اسے بوسہ دیا ہوگا، میری ماں ہاجرہ علیہا السلام نے اسے بوسہ دیا ہوگا...... پھر سید الانبیاء علیہ السلام نے اپنے ہونٹ مبارک اس پتھر پر لگائے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پہ اپنے شفتین رکھے ہیں۔ ہماری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس پتھر کو چوما ہوگا۔ تمام ازواج مطہرات نے، بنات رسول نے، صحابیات نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے چوما ہے، چھوا ہے...... کتنا مبارک ہے یہ پتھر! کتنا اعلیٰ اور ارفع مقام والا پتھر ہے یہ، ہے کوئی دنیا کا پتھر جو اس پتھر کا مقابلہ کرے؟ تو...... میں اس پتھر کے پاس کھڑا ہوں۔ لوگ چوم رہے ہیں، میں اپنی باری کا منتظر ہوں...... میں اس کی عظمتوں اور رفعتوں پہ غور کیے چلے جا رہا ہوں۔ اے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی چومنے آئے وہ اس کے قریب آئے ہیں اور جو قریب کھڑے ہیں مقام ان کا بھی بڑا اونچا ہے۔ ان کے دل میں جب کوئی خیال آیا اللہ نے جبریل کا نزول فرما دیا۔ انہوں نے جب اپنی رائے کا اظہار کیا اللہ نے کئی دفعہ اس رائے کے حق میں قرآن نازل کر دیا۔ صاحب قرآن نے کہا:

"اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔"

یہ عمر...... یہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جو اللہ کے رسول ﷺ کے بائیں طرف قبر میں لیٹے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ"

"وہ کالے پتھر کے قریب آتے ہیں۔"

"فَقَبَّلَهٗ" پھر اسے بوسہ دیتے ہیں۔ "فَقَالَ" پھر اسے مخاطب کر کے کہتے ہیں:

"اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَ لَا تَنْفَعُ" .

"بلاشبہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔"

قربان جاؤں !...... اے فاروق اعظم! تیرے پیارے الفاظ پر ...... تجھے میرے مصطفیٰ ﷺ نے جھولی پھیلا کر اپنے رب سے مانگا تھا۔ جس دن تو نے اسلام قبول کیا کفر و شرک پہ لرزہ طاری ہو گیا۔ تجھے فاروق کا لقب مل گیا، اسلام کو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا مل گیا۔ کیسا خوبصورت فرق کیا تو نے! اگر ہم جیسا کوئی ایسا کہتا تو پتھروں کا کوئی پجاری اسے گستاخ کہہ دیتا۔

قبروں پر لگے پتھروں کو چومنے والو! مردہ انسانوں کی ڈھیریوں پہ لگے سنگ مرمر کو چھو کر اپنے جسم پہ پھیرنے والو! قبروں پہ لگی لکڑی کو بوسہ دینے والو! آؤ! اور میرے مصطفیٰ کے محبوب صحابی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کو دیکھو اور اپنا طرزِ عمل درست کر لو...... تم قبروں پہ لگے پتھروں کو پوج رہے ہو اور فاروق اعظم حجرِ اسود کو، جو چومتے ہیں تو ہماری یوں راہنمائی فرماتے ہیں:

« وَ لَوْ لَا اَنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ».

(بخاری)

"اور اگر میں نے اپنے نبی ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔"

جی ہاں!...... یہ ہے اصل بات کہ دنیا میں یہ وہ واحد پتھر ہے کہ جسے اللہ کے رسول ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے چوما ہے اور یہی وجہ ہے اے حجراسود! کہ تجھے چوما جارہا ہے ورنہ ہے تو تو بھی ایک پتھر ہی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس پتھر کو چوما بھی ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ:

"اللہ کے رسول ﷺ اس کے قریب آتے اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔"

اب میری باری آ چکی تھی لہٰذا...... میں نے حجراسود کو چوما اور اللہ اکبر کہا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

"جب یہ آیا تھا تو سفید تھا، ابن آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔"

میں اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان پہ غور کر رہا تھا کہ حجراسود گناہ چوس پتھر ہے اللہ میرے گناہوں کو بھی اس کالے پتھر میں جذب کر دے، میرا سیاہ دل روشن کر دے۔

کعبے کے گرد سات چکر:

میں کعبے کے گرد طواف پر غور کرنے لگا تو مجھے ذرے سے لے کر ساری کائنات ہی طواف کرتی نظر آئی۔ ایٹم میں نیوٹران، پروٹان، نیوکلیئس کے گرد طواف کر رہے ہیں تو زمین سورج کے گرد طواف کر رہی ہے۔ چاند اور زہرہ وغیرہ سورج کے گرد گردش کر رہے ہیں تو سورج کہکشاں کے گرد محو گردش ہے اور کہکشاں دوسری ہزاروں لاکھوں کہکشاؤں کے ساتھ مل کر اپنے محور کے گرد چکر کاٹ رہی ہے۔ غرض طواف عبادت ہے اور ساری کائنات محو طواف ہے۔ سب کا ایک ہی رب ہے۔

یہ سب اسی کی مخلوق ہیں، اسی کی عبادت میں مگن ہیں اور میں بھی اسی کی عبادت میں مگن ہوں۔ میری گردش کا مرکز اللہ کا گھر ہے۔ جب اس سے دور ہوتا ہوں تو اس کی طرف رخ کر کے عبادت کرتا ہوں اور آج اس کے پاس ہوں تو اس کے گرد گھومنے لگا ہوں۔ داہنا کندھا ننگا کرنے کو "اضطباع" کہتے ہیں۔ اضطباع کی حالت میں اب مجھے سات چکر لگانے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان چکروں کو "طواف" کہتے ہیں اور کعبے کے گرد جس جگہ یہ چکر لگائے جاتے ہیں اسے "مطاف" کہتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے:

"اللہ کے رسول ﷺ نے حجراسود کو چھو کر طواف کی ابتدا کی اور تین چکروں میں "رمل" کیا۔

"رمل" کا مطلب ہے چھوٹے چھوٹے مگر تیز قدم چلنا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ صلح حدیبیہ کے اگلے سال عمرہ کرنے کے لیے مکہ تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے اپنے خیالات کا اس طرح اظہار کیا کہ "یہ کمزور اور لاغر لوگ ہیں، یہ کیا طواف کریں گے؟" اور اس کمزوری کا سبب یہ تھا کہ مدینہ میں بخار کی وجہ سے مسلمان کمزور ہو گئے تھے۔ جب یہ خبر اللہ کے رسول ﷺ کو پہنچی تو آپ نے رمل کا حکم دیا۔ سبحان اللہ! کیا منظر تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ دایاں کندھا ننگا کر کے چھوٹے چھوٹے مگر تیز قدم چل کر طواف کر رہے تھے۔ وہ اپنے رب کی عبادت بھی کر رہے تھے اور اپنے مولا کے ساتھ شرک کرنے والے دشمنان اسلام کے سامنے اپنی طاقت کا اظہار بھی کر رہے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے ایک صحابی "رجزیہ اشعار" یعنی جہادی اشعار بھی پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں کی اس دلیرانہ عبادت کو دیکھ کر مشرکین مکہ آپس میں کہنے لگے:

"یہ ہیں وہ لوگ کہ جن کے بارے میں تم نے کہا تھا کہ انہیں بخار نے لاغر کر دیا ہے یہ تو ایسے طاقتور ہیں کہ کیا کہنا۔" (صحیح مسلم)

چنانچہ ...... میں بھی اپنے رسول ﷺ کی جہادی چال چلنے لگا...... رمل کرنے لگا دایاں کندھا ننگا کر کے چھوٹے چھوٹے قدم بھر کر تیز چلنے لگا اب رکن یمانی آ گیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کعبے کے اس کونے کو ہاتھ سے چھوا تھا، لہٰذا اسے چھوا اور چونکہ میرے مصطفیٰ ﷺ نے اسے چوما نہیں، نہ اسے چھوتے وقت کوئی خاص جملہ بولا ہے لہٰذا میں نے بھی اسے صرف چھونے پر اکتفا کیا۔ اب حجراسود آ گیا ہے۔ میرا پہلا چکر پورا ہو گیا ہے۔ اب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجر اسود کی جانب دور سے ہاتھ کا اشارہ کر کے اللہ اکبر کہہ دیا ہے اور دوسرا چکر شروع ہو گیا ہے۔ تین چکر میں نے ایسے ہی ''رمل'' کر کے پورے کیے ہیں۔ اب باقی چار چکروں میں میرے مصطفی ﷺ عام چال چلے ہیں لہٰذا میں بھی عام چال چل رہا ہوں۔ طواف کے دوران چونکہ کوئی خاص کلمات یا دعاؤں کی پابندی نہیں صرف رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان:

رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْأَخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ۝٢٠١ (البقرة: ۲۰۱)

''اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھی بہتری عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے بچا۔''

پڑھنا مسنون ہے لہٰذا کبھی تو میں مسنون دعائیں پڑھنے لگ جاتا ہوں، کبھی قرآن کی تلاوت شروع کر دیتا ہوں اور کبھی مجھے دنیا بھر کے مظلوم مسلمان یاد آ جاتے ہیں۔ جہاں جہاں مجاہدین برسرپیکار ہیں ان کی مدد اور نصرت کے لیے اللہ سے مدد کا خواہاں ہو جاتا ہوں۔ اپنے گناہ یاد آتے ہیں تو استغفار شروع کر دیتا ہوں۔ اپنے ساتھی سے کوئی ضروری بات کرنا پڑے تو بات کر لیتا ہوں۔ اس لیے کہ صحیح بخاری کے مطابق گفتگو بھی جائز ہے، ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو یا چار چکروں کے بعد نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نماز ادا کر کے باقی چکر نماز کے بعد پورے کر لیے جاتے ہیں۔ میرا اب آخری چکر شروع ہوا ہے۔

ملتزم:

حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان جو جگہ ہے اس تھوڑی سی جگہ کا نام ملتزم ہے۔ مجھے اللہ نے موقع دے دیا ہے چنانچہ میں یہاں چمٹ گیا ہوں۔ ''ملتزم'' کا معنی ہی ''چمٹنے کی جگہ'' ہے اور چونکہ میرے پیارے مصطفی ﷺ نے یہاں لپٹ کر دعائیں کی تھیں۔ لہٰذا میں کعبہ کے ''ملتزم'' کے ساتھ لپٹ گیا ہوں۔ یہ مقام دل کی میل کو آنکھوں کے راستے آنسوؤں کی شکل

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں بہانے کا مقام ہے۔ اللہ سے گناہوں کی معافی چاہنے کا مقام ہے۔ غرض اپنے مولا سے جو بھی ضرورت اور حاجت ہو اسے طلب کرنے کا مقام ہے۔ یہاں دل کو سرور آتا ہے۔ سینے میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ کعبے کا یہ وہ ٹکڑا ہے جہاں میرے مصطفیٰ ﷺ نے اپنا سینہ لگایا ہے۔ ملتزم کے بعد میں حجر اسود تک پہنچا، اب میرے سات چکر پورے ہو گئے ہیں۔ اب میں نے اپنا دایاں کندھا اپنے احرام سے ڈھانپ لیا ہے اور مقام ابراہیم کی طرف چل دیا ہوں۔

مقام ابراہیم:

مقام ابراہیم سے مراد ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور یہ وہ پتھر ہے جس پہ کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا تھا۔ یہ پتھر بھی بڑا مبارک پتھر ہے۔ کیونکہ اس پر ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرۃ:۱۲۵)

''ابراہیم (علیہ السلام) کے مقام کو جائے نماز بناؤ۔''

چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ طواف کے بعد یہاں آئے تو مذکورہ آیت پڑھی اسی طرح صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ چنانچہ میں نے بھی اپنے پیارے مصطفیٰ ﷺ کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ صحیح مسلم میں ہے آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ سورتیں پڑھیں۔ مقام ابراہیم پر دو رکعتوں میں، ان دونوں سورتوں کی بڑی مناسبت ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی کفار اور مشرکین کے ساتھ دین میں نرمی اور مداہنت کو قریب نہ آنے دیا اور جب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مداہنت کا مطالبہ مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تو اللہ نے سورہ کافرون نازل کر کے اپنے نبی کی زبان سے کفار کو دوٹوک جواب دے دیا اور پھر سورۂ اخلاص میں ٹھوس عقیدہ بیان کر دیا۔ ملاحظہ ہوں یہ دونوں سورتیں اور ان کا ترجمہ:

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿١﴾ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ ﴿٦﴾ (الکافرون:۱-۶)

”(میرے رسول! انہیں) کہہ دو، اے کافرو! جن کی تم عبادت کرتے ہو، میں ان کی عبادت نہیں کروں گا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے (اور میں پھر کہتا ہوں) کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو، میں ان کی پرستش کرنے والا نہیں ہوں اور نہ تم عبادت کرتے ہو، جس کی میں عبادت کرتا ہوں (لہٰذا) تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔“

قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ﴿٤﴾ (الاخلاص:۱-۴)

”(میرے نبی!) کہہ دو وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے احتیاج ہے، نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ اسے کسی نے جنم دیا اور نہ اس کا کوئی ہم سر ہی ہے۔“

میں نے دونوں سورتیں دونوں رکعتوں میں پڑھ کر اپنی دو رکعتیں مکمل کر لیں، مقام ابراہیم دیکھا۔ اس پتھر پہ پیتل کا پترا چڑھا دیا گیا ہے۔ ارد گرد جالی اور شیشہ ہے اس کے اندر سے مقام ابراہیم یعنی ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کو دیکھا یہ مقام دیکھتے ہوئے بے اختیار اللہ کا یہ فرمان یاد آیا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تَنصُرُوا۟ ٱللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾ (محمد:۷)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"اے ایماندارو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو جما دے گا۔"

اللہ کے گھر کی محبت میں توحیدی جذبات کی لہریں:

اب میرے قدم اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے پاس ہیں اور نگاہیں کعبے پر مرکوز ہیں۔

اے اللہ! یہ گھر تیرا گھر ہے کہ جس سے اونچا کوئی گھر نہیں ہے۔ اس پہ لگے پتھر کو چوما جاتا ہے۔ اس کے کنارے کو چھوا جاتا ہے۔ اس کی دیوار کے ساتھ لپٹا جاتا ہے، اسے غلاف پہنایا جاتا ہے، اسے آبِ زم زم سے غسل دیا جاتا ہے، اس کے گرد طواف کیا جاتا ہے، سال میں ایک بار اس کا حج کیا جاتا ہے، عمرے کی صورت میں ہر روز اس کا دیدار کیا جاتا ہے، اس گھر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے، اس کی طرف آتے ہوئے توحیدی ترانہ پڑھا جاتا ہے، یہاں نذر و نیاز کا قصد کیا جاتا ہے، حج و عمرہ کے موقع پر اس کی زیارت کے بعد جانور قربان کیے جاتے ہیں، اس کی طرف آتے ہوئے مخصوص لباس پہنا جاتا ہے، اس میں آبِ زم زم کا متبرک پانی پیا جاتا ہے۔

اے اللہ!

یہ خصوصیات تیرے گھر کی ہیں، یہ انفرادیت تیرے گھر کی ہے۔ جو تیرے خلیل کا بنایا ہوا ہے۔ جو تیری توحید کا مرکز ہے، جو لوگوں کی ہدایت کا منبع ہے۔ ﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ﴾ "یہ واضح نشانات کا مرجع ہے"...... مگر اے اللہ! تیرے اس گھر کے مقابلے میں اب لاکھوں گھر بن گئے ہیں۔ یہ غیروں نے نہیں بلکہ اپنوں نے بنائے ہیں۔ فوت شدہ بزرگوں کی قبروں پہ بنائے ہیں۔ ان درباروں اور آستانوں پہ لگے ہوئے پتھروں کو بھی چوما جاتا ہے۔ ان کے کناروں کو بھی چھوا جاتا ہے، ان کی دیواروں کے ساتھ بھی لپٹا جاتا ہے، روزانہ کئی کئی غلافوں سے انہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈھانپا جاتا ہے، ۵۰، ۵۰ من عرق گلاب کے ساتھ انہیں غسل دیا جاتا ہے، کئی ایک کے گرد طواف کیا جاتا ہے، سال میں ایک بار عرس لگایا جاتا ہے، نو چندی جمعراتوں کو یہاں میلہ لگایا جاتا ہے، ان کی طرف رخ کر کے صلوٰۃ غوثیہ وغیرہ (نماز) ادا کی جاتی ہے، یہاں قوالیاں گائی جاتی ہیں، یہاں نذر و نیاز کا قصد کیا جاتا ہے، یہاں جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے، ان کی طرف آتے ہوئے سبز رنگ وغیرہ لباس پہنے جاتے ہیں، یہاں تبرک کھایا بھی جاتا ہے اور پیا بھی جاتا ہے۔

میرے پیارے مولا!

میں کیا عرض کروں .... تیرے اس پیارے گھر کا، تیرے حرم محترم کا، ان قبروں کے پجاریوں نے پورا پورا مقابلہ کیا ہے، اے اللہ! تو نے کہا:

"جو میرے گھر میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گیا۔"

تو ان لوگوں نے یہی جملے پاکستان میں قبروں کے درباروں پہ لکھ دیے۔

اے اللہ!

میں کیا عرض کروں۔ تیرے پیارے رسول ﷺ نے اپنے گھر اور اپنے منبر کے درمیان کی جگہ کو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ قرار دیا تو ان لوگوں نے پاکستان میں بابا فرید کی قبر کے دروازے کو باب بہشت قرار دے دیا۔ جب قبر کے دربار کا دروازہ "باب الجنۃ" بن گیا تو قبر کا گنبد تو خود بخود ہی جنت بن گیا۔

اے اللہ!

میں کیا التماس کروں...... ان لوگوں نے تیرے گھر کا بھی مقابلہ کیا، تیرے نبی کے بنائے ہوئے گھر (مسجد نبوی) کا بھی مقابلہ کیا...... اور پھر......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے میرے رب تعالیٰ!

میں کیا عرض کروں......ان لوگوں نے قبروں میں دفن بزرگوں کو......گنج بخش (خزانے دینے والا) داتا (سب کچھ دینے والا) غوث الاعظم (بڑا فریاد رس) فیض عالم (دنیا کو فیض پہنچانے والا) کرنی والا، دستگیری کرنے والا، مشکل کشا، حاجت روا، غوث العالمین، قطب، ابدال، قلندر، قیوم وغیرہ قرار دے کر تیرا بھی مقابلہ کر ڈالا۔

اے اللہ!...... اے میرے محبوب مولا! جب تیری بھی گستاخیاں، تیرے محبوب کی بھی گستاخیاں، تیرے گھر کی بھی گستاخیاں، تیرے نبی کی مسجد کی بھی گستاخیاں دیکھتا تھا تو برداشت نہ ہوتا تھا۔ میرے مولا...... پھر میں نے متواتر چھ سال تک ''مجلۃ الدعوۃ'' کے صفحات پہ ایک ایک قبر اور دربار دیکھ کر، ان کے خلاف اسی طرح اپنا قلم چلایا جس طرح تیرے خلیل نے اپنا کلہاڑا چلایا۔

اے اللہ! میں تجھ سے ثابت قدمی کی توفیق مانگتا ہوں کہ قلم چلتا رہے، زبان بیان کرتی رہے، تیرے خلیل کے اسوہ پہ عمل ہوتا رہے، دعوت توحید کا کام ہوتا رہے، ان جعلی الہوں کی بے بسی کا ثبوت دلائل کے ساتھ زبان سے جاری ہوتا رہے، لوگوں کو ہدایت ملتی رہے اور کاروان توحید چلتا رہے۔

اے اللہ!...... میں نے جو کام تیری توفیق کے ساتھ کیا، اللہ تجھ سے اس کا صلہ مانگتا ہوں۔ تیرے خلیل کا، تیری جنت میں قرب مانگتا ہوں، دنیا میں تیرے کلمہ توحید کی بلندی مانگتا ہوں۔ کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، فلسطین، فلپائن، برما وغیرہ میں مجاہدین کی فتح مانگتا ہوں، کفار کی جیلوں میں اپنے بھائیوں کی رہائی مانگتا ہوں، ساری کائنات سے بڑھ کر تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں، تیرے پیارے رسول ﷺ کی محبت و اتباع مانگتا ہوں، شہادت کی موت مانگتا ہوں، دنیا و آخرت کی سب بھلائیاں اپنے لیے بھی مانگتا ہوں اور اہل توحید بھائیوں اور بہنوں کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لیے بھی مانگتا ہوں۔تو لیجیے اب رخ ہے مقام ابراہیم سے صفا پہاڑی کی جانب۔

صفا و مروہ کے درمیان:

بچے کا کردار دیکھنا ہے تو ننھے اسماعیل کو دیکھ لیا جائے،مرد کے کردار کو ملاحظہ کرنا ہو تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذات گرامی موجود ہے اور اگر عورت کے بے مثال کردار کا نظارہ کرنا ہو تو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کا کردار موجود ہے۔ان کے بے مثال اور ماں کی مامتا کے والہانہ کردار کی یادگار صفا اور مروہ کی پہاڑیاں ہیں۔مقام ابراہیم پر میں کھڑا ہوں اور میرا رخ کعبہ کی جانب ہے۔کعبہ کی طرف کھڑے ہو کر تھوڑا سا بائیں سمت چلیں تو سامنے صفا پہاڑی ہے۔چنانچہ میں مقام ابراہیم سے چند قدم کے فاصلے پر آگے بڑھ کر صفا پہاڑی پر چڑھ گیا ہوں۔صفا پہاڑی پہ آتے ہی میں چودہ سو سال پیچھے چلا گیا ہوں۔جب اللہ کے خلیل...... بیت اللہ کے قریب اپنی بیوی ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے اسماعیل کو یہاں چھوڑ گئے تھے۔جہاں اب زمزم کا کنواں ہے یہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنا لخت جگر اسماعیل لے کر بیٹھی تھیں۔اس بے آب و گیاہ اور ویران و خشک پتھریلی وادی میں دونوں ماں بیٹا اکیلے ہیں،حضرت ابراہیم علیہ السلام جو آب و دانہ دے کر گئے تھے، وہ اب ختم ہو چکا تھا۔سورج کی طرح تپتی وادی میں پیاس نے ماں بیٹے کا برا حال کر دیا تھا۔ اسماعیل اب شدت پیاس سے جاں بلب تھا،یوں محسوس ہوتا تھا آخری لمحات ہیں۔ماں کی مامتا بے بس تھی کہ اب یہاں کیا کرے؟کس کو آواز دے؟سوائے اللہ کے یہاں کوئی نہ تھا۔بے بسی کی حالت میں ماں نے اپنا جگر گوشہ زمین پہ لٹایا۔خود قریب ترین پہاڑی صفا پہ جا چڑھی کہ شاید کوئی انسان نظر آ جائے اور اس سے پانی مل جائے،یوں اس کا جگر گوشہ بچ جائے۔ماں کو معلوم تو تھا کہ نہ یہاں کوئی آیا،نہ آئے گا۔مگر پھر بھی کوشش تو کرنی چاہیے،جدوجہد سے رکنا تو نہیں چاہیے،سعی تو ہونی چاہیے۔چنانچہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام سعی کر رہی ہیں،ناامید ہو کر بیٹھیں نہیں،اللہ سے امید وابستہ ہے اور امید کا دامن چھوڑا نہیں چنانچہ وہ صفا پہ چڑھ کر ارد گرد دیکھتی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ایک نظر اپنے لختِ جگر پہ ڈالتی ہیں پھر پہاڑی سے نیچے تیز تیز صفا کی طرف چلتی ہیں۔ جب گھاٹی کے درمیان دونوں پہاڑیوں کے درمیان پہنچتی ہیں تو پھر لختِ جگر کا خیال آتا ہے۔ لہٰذا ذرا تیز دوڑتی ہیں اب سامنے صفا پہاڑی ہے اس پہ جلدی جلدی چلتے ہوئے چڑھتی ہیں یہاں چڑھ کر پہلی نظر لختِ جگر کی طرف پڑتی ہے۔ ننھا اسماعیل متواتر ایڑھیاں رگڑ رہا ہے، ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، پانی کے لیے۔ اللہ کے خلیل کا بیٹا، ہاجرہ علیہا السلام کے دل کا ٹکڑا چلا رہا ہے۔ مروہ پہ بھی ہاجرہ کو کچھ دکھائی نہ دیا۔ اب واپس صفا پہ آجاتی ہیں پھر تیسرا چکر مروہ پہ لگاتی ہیں اور پھر چوتھا پھیرا صفا پہ آ کر ختم کرتی ہیں وہ اپنے ایک ہی انداز میں چکر لگا رہی ہیں۔ جب سات چکر پورے ہوتے ہیں اور ساتویں چکر پر مروہ پہاڑی پہ آتی ہیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ بیٹے کے پاس پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ حضرت ہاجرہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا، دوڑ کر بیٹے کے پاس گئیں پانی خود بھی پیا اور بیٹے کو بھی پلایا۔ زندگی لوٹ آئی۔ حرم محترم کے جوار میں بہار آ گئی۔ حرم کے رب نے اپنے خلیل کے لختِ جگر کے قدم تلے سے پانی اچھال دیا۔ اللہ کو اپنی بندی کی یہ چال اتنی پسند آئی، اپنے خلیل کی بیوی کی یہ دوڑ اتنی پیاری لگی، ننھے اسماعیل کی ماں کی یہ سعی اتنی شاندار دکھائی دی کہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس سعی کو، اس جدوجہد کو، اس کوشش کو ملت ابراہیم کے لیے قیامت تک کے لیے اپنا شعار (خصوصی علامت) قرار دے دیا ہے، فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلۡمَرۡوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِۖ﴾ (البقرۃ:۱۵۸)

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعار میں سے ہیں۔"

مومنوں کی ماں صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صفا اور مروہ کی سعی کی فرضیت کے بارے میں فرماتی ہیں:

« مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَ لَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ »

(مسلم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کسی شخص کا حج اور عمرہ مانتا ہی نہیں کہ جس نے صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہ لگائے ہوں۔''

چنانچہ جب میں صفا کے قریب پہنچا تو صفا اور مروہ والی قرآنی آیت تلاوت کی کیونکہ میرے پیارے مصطفیٰ ﷺ بھی جب صفا کے قریب پہنچے تھے تو انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی تھی اور صحیح مسلم میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں بھی وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ نے (یعنی صفا سے) شروع کیا ہے۔''

پھر آپ ﷺ صفا پر چڑھے اور وہاں چڑھ کر بیت اللہ کی طرف منہ کرکے اللہ کی توحید اور کبریائی بیان کی اور جو آپ نے دعا پڑھی میں بھی کعبہ کو دیکھتے ہوئے وہی دعا پڑھ رہا تھا:

« لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ » (مسلم)

''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ واحد کے سوا کوئی بندگی کے قابل نہیں کہ جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تمام گروہوں کو اکیلے ہی شکست سے دوچار کیا۔''

اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ صفا سے نیچے اترتے ہیں اور جب نشیب میں پہنچتے ہیں تو صحیح بخاری میں ہے کہ تیز دوڑتے ہیں۔ اپنے پیارے رسول ﷺ کی اقتدا میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے میں بھی یہاں تیز دوڑ رہا تھا۔ سب لوگ تیز دوڑ رہے تھے۔ اب سامنے مروہ ہے یہاں چڑھ کر بھی وہی انداز ہے جو صفا پر تھا کہ چہرے کا رخ کعبہ کی جانب ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے وہی دعا کی جو صفا پر کی تھی۔ میں یہ دعا پڑھ رہا تھا اور توحید و جہاد پر مشتمل اس دعا میں مجھے مجاہدین یاد آرہے تھے۔ کشمیر، بوسنیا اور دنیا کے ہر خطے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے مجاہدین یاد آ رہے تھے۔ صفا اور مروہ کی چوٹیوں کا اب تو نشان رہ گیا ہے۔ دونوں چوٹیوں پر بعض پتھر موجود ہیں درمیان میں دوڑنے کی جوجگہ ہے، اس کے شروع اور آخر پر سبز ستون ہیں جو اس بات کا نشان ہیں کہ ان ستونوں کے درمیان دوڑ لگائی جائے۔ اب تو دونوں پہاڑیوں کے درمیان ایئرکنڈیشنڈ برآمدہ ہے تاہم میرا ذہن چار ہزار سال پہلے کی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب یہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنے لخت جگر کے لیے پانی کی تلاش میں دوڑ رہی تھیں۔

آب زم زم:

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت پہ عمل کرنے کے بعد، سعی و جدو جہد کا درس لینے کے بعد، مروہ پہ چڑھنے، ان کے درمیان تیز چلنے اور دوڑنے کے بعد مروہ پہاڑی سے اب میں سیدھا آب زم زم کے پاس آ گیا ہوں۔ پہلے یہاں چشمہ پھوٹتا تھا، پھر کنواں بن گیا اور اب یہاں ٹیوب ویل نصب کر دیا گیا ہے۔ یہ ٹیوب ویل زیر زمین ہے۔ یہیں ٹونٹیاں ہیں، جہاں زائرین پانی پیتے ہیں اور وضو بھی کرتے ہیں۔ یہ پانی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، مکے کا پانی شورزدہ ہے مگر زم زم کا پانی میٹھا بھی ہے اور لیبارٹری میں چیک کیا گیا تو ثابت ہوا کہ یہ پانی صحت کے اعتبار سے دنیا کے تمام پانیوں سے افضل ہے۔ مکے کا تحفہ یہی پانی ہے۔ جسے اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں سے جاری کیا ہے۔ اس ٹیوب ویل کی سیدھ میں حرم کے فرش پر گول نشان بنا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ نیچے ٹیوب ویل ہے اور یہ ہے وہ جگہ جہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے لخت جگر کو لٹایا تھا۔ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے سے پیاس تو اب مجھے بھی لگ گئی تھی لہٰذا مسلمانوں کی عظیم ماں حضرت ہاجرہ علیہا السلام زوجہ خلیل علیہ السلام ام اسماعیل کے چشمے سے پانی پیا اور وہ منظر یاد آیا کہ تب حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی خوشی کا کیا ٹھکانا ہوگا؟ جب وہ اپنے جاں بلب بیٹے کو زم زم پلا رہی ہوں گی۔ زم زم کا پھوٹنا تھا کہ پھر بنو جرہم کے لوگ یہاں آ کر آباد ہو گئے اور مکہ آباد ہونے لگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اساف اور نائلہ:

علامہ وحید الزماں نے صحیح مسلم کی شرح میں ابن کلبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ قبیلہ بنو جرہم کے ایک شخص اساف اور عورت نائلہ نے کعبہ کے اندر بدکاری کی۔ اس جرم کی پاداش میں اللہ نے ان کو مسخ کر دیا اور وہ پتھر بن گئے۔ اب لوگوں نے یہ دو بت صفا اور مروہ پر رکھ دیے تا کہ لوگوں کو عبرت ہو مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان دو بدکاروں کی پوجا ہونے لگی۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان دو عاشقوں کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ آج یہی حال ہمارے پاکستان میں ہے کہ ہیر رانجھا جو عشق لڑاتے تھے۔ آج جھنگ شہر میں ان کا دربار بنا دیا گیا ہے۔ دونوں ایک ہی قبر میں دفن ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہیر نے فقر کی منزلیں طے کی تھیں اور رانجھا عاشق صادق تھا اور پھر وارث شاہ نے ہیر رانجھا پر ''ہیر'' کے نام سے کتاب لکھ دی۔ اب اس کتاب کو بھی مقدس سمجھ کر پڑھا جاتا ہے اور لکھنے والے کا بھی عرس منایا جاتا ہے۔

قارئین کرام!...... ذرا اندازہ کیجیے شیطان کی چالوں کا کہ اس نے بدکاروں کو اہلِ شرک کا بزرگ بنا دیا اور ان کی پوجا پر انہیں جما دیا۔

حوا کی بیٹیوں کے لیے:

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا یہ عمل عورتوں ہی کے لیے نہیں، مردوں کے لیے بھی فرض ہے لہٰذا سب کو اللہ کے خلیل علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کے کردار کو دہرانا ہوگا یہ حج کا لازمی حصہ ہے اور جس طرح قابل استطاعت مردوں پر حج فرض ہے، اسی طرح عورتوں پر بھی حج فرض ہے مگر عورتوں کے احکام ذرا مختلف ہیں، عورت کو اپنے محرم رشتہ دار خاوند، باپ، بھائی، بیٹے وغیرہ کے ساتھ حج اور عمرے کا سفر کرنا لازم ہے۔ اسی طرح اس کا عمومی لباس ہی اس کا احرام ہے۔ محرم بننے کے بعد اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''عورت نقاب نہ اوڑھے اور نہ دستانے ہی پہنے۔'' (بخاری)

یعنی عورت کا چہرے پر نقاب نہ ڈالنا اور دستانے نہ پہننا ہی احرام ہے۔ اب اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان پر عمل کیسے کرنا ہے؟ یہ عمل اللہ کے رسول ﷺ کی زوجہ محترمہ مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے ملے گا لہٰذا حوا کی بیٹیاں اپنی ماں کا اسوہ سامنے رکھیں۔ صحیح بخاری میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے الگ ہو کر طواف کرتیں۔ زیادہ تر عورتیں رات کو طواف کے لیے نکلتیں۔ اسی طرح دوران طواف ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آؤ حجر اسود کو چومیں! اس پر آپ نے جواب دیا تو جانا چاہتی ہے تو جا، میں تو نہیں جاؤں گی۔ اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حجر اسود کے پاس مردوں کی بھیڑ ہوگی تو ہماری ماں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا لہٰذا عورتوں کو مردوں کی بھیڑ میں حجر اسود کو نہیں چومنا چاہیے۔ بلکہ اشارہ ہی کافی ہے۔ بیت اللہ شریف میں جو منتظمین ہیں وہ عورتوں کو مردوں سے الگ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح حجر اسود پر بھی عورتوں کے لیے جگہ بناتے ہیں۔ چنانچہ عورتوں کو ان چیزوں کی پابندی کر کے اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسوہ پر عمل کرنا چاہیے۔ آپ کا اسوہ یہ بھی ہے کہ میقات سے سفر کرنے کے بعد جب کوئی مرد نظر آتا تو آپ چادر کے پلو سے اپنا چہرہ چھپا لیتیں۔ چنانچہ ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب قافلے گزرتے تو ہم اپنی چادریں چہروں پر لٹکا لیتیں۔ جب گزر جاتے تو اٹھا لیتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت احرام کی حالت میں بے پردہ نہیں ہوگی، البتہ نقاب نہیں پہنے گی جو خاص سلا ہوا کپڑا ہوتا ہے اور ماتھے اور منہ پر باندھا جاتا ہے...... تو صورتحال اس طرح ہے کہ عمرہ اور حج کی بھیڑ میں کہ جب نقاب اوڑھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اجازت دی بلکہ حکم دیا کہ عورت نقاب اور دستانے نہ پہنے مگر اس پر جو عمل ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرز عمل کو سامنے رکھ کر کیا جائے وگرنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حوا کی بیٹی جو ثواب حاصل کرنے گئی ہے وہ سزا کی مستوجب ہو کر لوٹے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سر منڈوانا:

سر منڈوانا یا کتروانا عمرہ کا سب سے آخری عمل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے عمرہ کیا تو سر منڈوایا اسی طرح حج کیا تو سر منڈوایا اور اپنے صحابہ کو بھی حکم دیا آپ نے فرمایا:

« اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ » (بخاری)

''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔''

آپ سے کہا گیا کہ کتروانے والوں پر؟ اے اللہ کے رسول! (ﷺ) آپ نے دوسری بار بھی منڈوانے والوں کے لیے دعا کی اور پھر تیسری بار یاد دلانے پر بھی آپ ﷺ نے منڈوانے والوں ہی کے لیے دعا کی، چوتھی بار جا کر اللہ کے رسول ﷺ نے کتروانے والوں کے لیے دعا کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈوانا کتروانے سے تین گنا افضل ہے۔

اور ذرا اس کی طرف بھی غور کیجیے جو سر بھی منڈوا رہا ہے اور داڑھی بھی منڈوا رہا ہے۔ اس کے سر پہ رحمتوں کا نزول ہوگا یا چہرے پر لعنتوں کا چھتر ول ہوگا؟ آہ! کس قدر بدقسمت ہے یہ حج کرنے والا، یہ عمرہ ادا کرنے والا، آیا تھا ابراہیم علیہ السلام کے بنائے ہوئے گھر میں۔ یہ آیا تو ہے آپ کی اداؤں پہ عمل کرنے کے لیے مگر اسے تو اللہ کے خلیل کا چہرہ ہی پسند نہیں، تبھی تو داڑھی منڈا بن رہا ہے، آہ! کیسا برا ہے یہ چہرہ، کیسا مکروہ ہے یہ چہرہ، کیسا بدشکل ہے یہ چہرہ، کیسا بدصورت ہے یہ چہرہ، جو داڑھی کے بغیر ہے یہ فارغ ہوا ہے، ایک پاک عمل سے مگر اب ناپاک کر رہا ہے یہ سر اور داڑھی منڈوا کر، دودھ میں گٹر کا پانی ملا رہا ہے۔ بھلا ایسے دودھ کو کون پیے گا؟ ایسا دودھ کس کام کا؟ یہ سوچ لینا چاہیے ہر اس شخص کو جو حج یا عمرے کے بعد سر کے ساتھ داڑھی بھی منڈواتا ہے۔

عورتوں کو اپنے بالوں کی لٹوں کو آخر سے تھوڑا سا کتروا لینا چاہیے۔ ان کے لیے صرف کتروانا ہے، منڈوانا نہیں ہے...... اللہ کے رسول ﷺ کی اس سنت سے فارغ ہو کر میں حرم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے زیرِ زمین غسل خانوں میں نہایا، اب احرام اتر چکا تھا تو میں نے عام کپڑے پہن لیے.....

لیجیے عمرہ ادا ہو چکا۔

کعبہ کے اندر ''حطیم'' میں:

بیت اللہ کے دو کونے جنہیں ''شامیین'' بھی کہا جاتا ہے اور دونوں کونوں کو رکن شامی اور رکن عراقی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے بالمقابل کچھ جگہ چھوڑی ہوئی ہے جس کے گرد دیوار کر دی گئی ہے، اس کا نام حطیم ہے۔ ''حطیم'' کا مطلب ہی ''چھوڑی ہوئی جگہ'' ہے۔ یہ جگہ اس وقت چھوٹ گئی تھی جب قریش مکہ کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کر رہے تھے مگر سامان اور پیسے کی کمی کی وجہ سے انہوں نے یہ جگہ چھوڑ دی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارادہ ظاہر فرمایا کہ:

''میرا دل چاہتا ہے کہ کعبہ کی بنیادوں کو از سرِ نو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادوں پر بناؤں مگر لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں۔ ان کے فتنے میں پڑنے کا خطرہ ہے کہ وہ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) ہر چیز بدل رہا ہے اور اب کعبہ بھی بدلنے لگا ہے۔''

غرض اللہ کے رسول ﷺ نے ارادہ تو ظاہر کر دیا مگر اس پر عمل نہیں کیا پھر جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ارادے کو عملی شکل دے دی اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل فرما دیا اور پھر جب حجاج بن یوسف کا دور آیا تو اس نے دوبارہ قریش مکہ کی بنیادوں پر کعبہ بنا ڈالا اور آج تک کعبہ اسی طرح ہے۔

''حطیم'' کعبہ کے اندرونی حصہ کا ایک ٹکڑا ہے، جو چھوڑا ہوا ہے۔ اس میں بھی اللہ کی مشیئت ہی تھی جو آج تک حطیم موجود ہے اور ہم جیسے مساکین یہاں اپنی چاہت پوری کر لیتے ہیں کہ ہم بھی بیت اللہ کے اندر گئے تھے۔ فتح مکہ کے دن فاتح مکہ امیر المجاہدین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہاں تشریف لائے تھے تو صحیح بخاری میں ہے کہ بیت اللہ کے اندر کئی بت تھے آپ ﷺ کے حکم پر وہ نکالے گئے ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مورتیاں بھی نکالی گئیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کے ہاتھوں میں (قسمت معلوم کرنے) کے پانسے تھے یہ دیکھ کر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطٌّ »

(بخاری)

''اللہ ان مشرکوں کو برباد کرے، اللہ کی قسم! ان کو خوب معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کبھی ان کے ساتھ قسمت آزمائی نہیں کی۔''

چنانچہ پھر اللہ کے رسول ﷺ کعبے کے اندر داخل ہوئے اور اس کے کونوں میں اللہ اکبر کہا۔ حطیم میں بیٹھا میں اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان پر غور کر رہا تھا کہ ان ظالم مشرکوں نے اللہ کے نبیوں کی پتھری تصاویر بنا ڈالیں اور آج بھی ہمارے پاکستان انڈیا، اور دیگر کئی ملکوں میں یہ صورتحال ہے کہ ولیوں کی کاغذی تصاویر بنائی گئی ہیں۔ کوئی ہاتھ میں سانپ لیے شیر پر بیٹھا ہے اور ایک تصویر میں عبدالقادر جیلانی دریا کے پانی سے کشتی کو باہر نکال رہا ہے۔ غرض لچھن وہی ہیں جو مشرکین مکہ کے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ کعبہ کو ان مورتیوں اور تصاویر سے پاک کر رہے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بھی توڑ رہے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مورتی بھی توڑ رہے تھے اور مشرکوں کو بددعائیں بھی دے رہے تھے۔ پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہو کر اللہ کے گھر کے گوشوں میں ''اللہ اکبر'' کہہ کر اپنے مولا کریم کی کبریائی بیان کر رہے تھے۔ شرک کو ختم کر کے اللہ کی عظمت و بڑائی کا اعلان کر رہے تھے۔ سبحان اللہ! کیسا روح پرور نظارہ تھا۔ یہ کیسا ایمان افروز منظر تھا غرض جب اللہ کے خلیل کا بنایا ہوا گھر اللہ کے حبیب ﷺ کے ہاتھوں شرک کی نجاستوں سے پاک صاف ہوا۔ کعبے کے اندر کا ایک اور منظر بھی میری نگاہوں کے سامنے گھومنے لگا۔ فاتح مکہ امیر المجاہدین محمد عربی مکی و مدنی علیہ السلام کعبہ میں داخل ہونے لگتے ہیں ''چابی بردار'' عثمان بن طلحہ آ کر کعبے کا دروازہ کھولتا ہے۔ وہ تو کلید بردار تھا اسے تو اندر جانا ہی تھا مگر فاتح مکہ اپنے ساتھ جن دو ساتھیوں کو اندر لے کر گئے وہ نہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

چوہدری تھے نہ سردار، نہ قریشی تھے اور نہ ہاشمی تھے، نہ مال دار تھے اور نہ جاہ دار...... ان میں ایک تو غلام کا بیٹا اسامہ تھا اور دوسرا حبشے کا بلال تھا۔ سبحان اللہ!...... یہ تھے عرب کے تاجدار، آمنہ کے دریتیم اور عبداللہ کے لال...... پیغمبر خیر الانام ﷺ کہ جنہوں نے فتح کے عظیم موقع پر خوشی و مسرت کے لازوال مقام پر اپنے ساتھ رکھا تو دو مسکینوں کو اپنے ساتھ رکھا اور پھر دروازہ بند کر دیا گیا اور پھر کعبہ کے وارث نے اللہ کے حضور دو رکعت نفل ادا کر کے اللہ کا شکر ادا کیا۔ کیا خوب انتخاب تھا میرے مصطفیٰ کا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

مکہ:

صفا اور مروہ کے برآمدے والے گیٹ سے باہر نکلا تو کھلے میدان کے آخر پر ایک مکان دکھائی دیا۔ یہ مکان محلہ شعب عامر میں واقع ہے۔ اس مکان پہ ایک بورڈ لگا ہوا ہے "مکتبہ مکہ المکرمہ" (مکہ مکرمہ کی لائبریری) یہ لائبریری اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کا گھر تھا۔ آپ یہیں پیدا ہوئے اور یہیں سکونت پذیر رہے۔ یہ مکان دیکھنے کے بعد میں "غار حرا" کی جانب روانہ ہوا۔ میرے ہمراہ شیخ ابوعبدالعزیز حفظہ اللہ رہے۔ جب ہم حرا کے دامن میں پہنچے تو شیخ محترم نے فرمایا کہ آپ چلے جائیں میں یہاں انتظار کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے پانی کی ایک بوتل خریدی اور جبل نور پر چڑھنا شروع کر دیا۔ عام رفتار سے ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ مجھے اپنے شیخ کے انتظار کی فکر لاحق تھی چنانچہ میں تیزی سے چڑھا اور آدھ گھنٹے میں چوٹی پر جا کر ذرا نیچے اترا اور بڑے بڑے پتھروں کے درمیان احتیاط سے گزرا۔ اب بائیں جانب غار تھی اسی کا نام حرا ہے جس کا معنی ڈاکٹر حمید اللہ نے "تحقیقات" کیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ اپنے گھر سے نکلتے۔ کھجوریں ہمراہ لیتے، ستو بھی لیتے۔ آب زم زم بھی ساتھ لیتے اور پھر اس پہاڑ پہ آجاتے جس کا نام نور ہے۔ اس جبل نور کی غار میں آ کر کئی کئی دن قیام فرماتے۔ میں اس غار میں ٹیک لگا کر بیٹھ گیا ایک شخص اس غار میں خوب اچھی طرح لیٹ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ مکے سے تین میل دور اللہ کے رسول یہاں آتے اور اولاد آدم کا غم دل میں سمو کر غور وفکر کرتے اور قربان جاؤں بندوں کے پیدا کرنے والے ارحم الراحمین پر کہ اس مالک نے اس خشک پہاڑ جبل نور کی غار میں نوری فرشتوں کے سردار جبریل کو نور ہدایت دے کر خیر البشر کی طرف بھیج دیا تب حضرت جبریل آئے اور یہ پیغام سنایا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴿١﴾ (العلق: ١)

"پڑھیے! اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔"

اللہ نے ایک دوسرے مقام پر ان مناظر کی کیفیات کو یوں بیان فرمایا:

مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾

(الشوری: ٥٢)

"میرے رسول! آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے؟ اور ایمان کیا ہوتا ہے؟ مگر ہم نے اسے نور بنا دیا کہ ہم اس کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں گے ہدایت دیں گے اور بلاشبہ آپ ہی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کریں گے۔"

سبحان اللہ! اللہ کے بندے حضرت محمد ﷺ نوری فرشتے سے نور (قرآن) لے کر جبل نور سے اترے اور پھر اس نور ہدایت سے شرک کے اندھیروں کو توحید کے اجالوں میں بدلنا شروع کیا۔ یہ سوچیں سوچتے ہوئے میں غار حرا سے اٹھا اور تیزی سے دوڑتا ہوا کوئی بیس منٹوں میں نیچے آ گیا۔

اب ہم مکہ واپس آ گئے تھے۔ اب وہی گلیاں ہیں اور وہی بازار ہیں۔ یہ بازار اور گلیاں بیشک بدل چکی ہیں، عمارتیں بدل چکی ہیں، مگر جگہیں وہی ہیں جہاں اللہ کے رسول ﷺ غار حرا سے اتر کر قرآن کی دعوت دیتے تھے۔ اس دعوت کو صدیق و بلال رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں نے مانا اور ابوجہل و ابولہب نے انکار کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو ستایا۔ گالیاں دیں، بائیکاٹ کیا،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے سب کچھ برداشت کیا مگر دعوت توحید سے نہ رکے اور نہ غار حرا کے بعد کسی غار اور خیمے میں خلوت نشین ہی ہوئے بلکہ مصطفی علیہ السلام پتھر کھاتے رہے اور قرآن کا نور پھیلاتے رہے۔ چنانچہ میں ان گلیوں اور بازاروں سے گزر رہا تھا اور عزم کر رہا تھا کہ ان شاء اللہ اپنے پیارے رسول ﷺ کے طریقے پر چلتے ہوئے ہر قسم کے حالات میں دعوت کا کام کرتے رہیں گے۔ توحید وسنت کا نور پھیلاتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

بلندیوں کی جانب:

رسول محترم ﷺ اور ان کے جاں نثار ماریں کھاتے رہے اور دعوت دیتے رہے۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں یہ جذبہ بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ اگر ہمیں ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی جائے تو ان کفار سے دو دو ہاتھ کر ہی لیے جائیں، مگر اللہ نے کہا:

كُفُّوٓا۟ أَيْدِيَكُمْ ﴿٧٧﴾ (النساء:٧٧)

''ابھی اپنے ہاتھوں کو روکے رہو۔''

وقت یونہی گزرتا رہا حتی کہ نبوت کے تیرھویں سال اللہ نے اپنے پیارے مصطفی ﷺ کو ساتویں آسمان پر طلب کر لیا۔ اس طلبی اور بلندیوں کے سفر کو ''اسرا'' اور ''معراج'' کہا جاتا ہے۔ اس سفر کا تذکرہ اللہ نے ''الاسرا'' میں کیا ہے کہ جس کا دوسرا نام سورہ ''بنی اسرائیل'' ہے۔ اس سورہ کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے معراج کا ذکر فرمایا اور پھر فوراً یہود کے جرائم اور خیانت و بدعہدی سے بھرپور داستان اور اس پر دی گئی سزاؤں کا ذکر فرمایا...... سمجھنے والوں کو یہ انداز سمجھا رہا تھا کہ مکی دور میں نبوت کے تیرھویں سال معراج کا واقعہ ایک اہم موڑ ہے۔ اب مشرکین اور یہود کے تنزل کا دور ہے چونکہ انہوں نے رسول عربی ﷺ کی دعوت کو نہیں مانا لہٰذا اب ان کی ٹھکائی ہو گی...... اور دوسری جانب اس معراج میں اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو جو تین تحفے عطا فرمائے، ان میں ایک تحفہ بھی اسی بات کی طرف راہنمائی کر رہا تھا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امام ابن کثیر نے امام مسلم کے حوالے سے لکھا ہے:

”اللہ کے رسول کو تین تحفے عطا فرمائے گئے: ① پانچ نمازیں ② سورۃ البقرہ کی آخری آیات۔ ③ یہ کہ آپ کی امت میں سے اس شخص کو بخش دیا جائے گا جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا۔“

اسی طرح صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

”ایک بار ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور آپ کے پاس حضرت جبریل تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی۔ چنانچہ حضرت جبریل نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا: ”خوشخبری ہو، دو نوروں کی کہ جو آپ کو دیے گئے ہیں۔ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے تھے۔ ایک نور سورۃ الفاتحہ ہے اور دوسرا نور سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات ہیں۔“

اور سورۃ البقرہ کی یہ جو آیات ہیں، ان میں آخری آیت کے آخری الفاظ اس طرح ہیں:

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ (البقرۃ:٢٨٦)

”(اے اللہ!) کافروں کی قوم کے خلاف ہماری مدد فرما۔“

معراج کے موقع پر یہ دعائیہ کلمہ بتلا رہا ہے کہ اس کے بعد اب تلوار اٹھے گی، تلوار کی برکت سے امت محمد ﷺ اب بلندیوں کی طرف پرواز کرے گی، جہاد اسلام کی چوٹی اور کوہان ہے۔ اب اس چوٹی پر چڑھنے کا وقت آ گیا ہے۔

مسجد حرام کے باب عبدالعزیز کے راستے سے داخل ہوں تو بائیں طرف ترکوں کے دور میں بنے ہوئے برآمدے میں، کلیجی رنگ کا ایک ستون ہے۔ یہیں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا گھر تھا، یہیں اللہ کے رسول ﷺ مقیم تھے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت جبریل نے اللہ کے رسول ﷺ کو جگایا اور معراج کا سفر شروع ہوا۔ میں اس ستون کے پاس کھڑا تھا اور سوچ رہا تھا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہ امت محمد ﷺ نے معراج کے موقع پر ملے ہوئے تحفوں پہ غور ہی نہ کیا، وگرنہ ان تحفوں کو یوں اپنایا جائے کہ...... عقیدہ توحید کا ہو، نماز پہ دوام ہو، کفار کے خلاف تلوار ہاتھ میں ہو اور پھر دیکھیے اس امت کی معراج...... ملت اسلام کی بلندیاں...... اور مسلمانوں کی سرفرازیاں۔

غار ثور:

آسمانی سفر کے بعد زمین پہ بلندیوں کے سفر کی ابتدا ہونے لگی، اللہ کے رسول ﷺ نے ہجرت کی راہ لی۔ آپ تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ دونوں کا قافلہ مکہ سے نکلا اور غار ثور میں جا کر چھپ گیا۔ منزل اس قافلے کی مدینہ تھی۔

میں حرم سے نکلا اور مکہ کی بس پر بیٹھا ۱۴، ۱۵ کلومیٹر کا سفر طے کر کے جبل ثور کے سامنے جا پہنچا۔ غار ثور کو بہت لوگ دیکھنے آئے تھے مگر جب پہاڑ کی بلندی دیکھتے تو سڑک ہی سے لوٹ جاتے۔ میں نے پانی کی بوتل لی اور چڑھنا شروع کر دیا۔ جبل ثور کی چڑھائی کافی مشکل ہے مجھے چڑھتے چڑھتے گھنٹہ لگ گیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ چودہ سو سال سے لوگ یہاں آ رہے ہیں، راستہ بن چکا ہے اور راستے کی سہولت کے باوجود چڑھنا مشکل ہے تو جب اللہ کے رسول ﷺ یہاں چڑھے تھے تو اس وقت کس قدر تکلیف دہ راستہ ہوگا؟ مگر آپ ﷺ چڑھتے گئے اور جب پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو صدیق رضی اللہ عنہ آپ کو اٹھا کر دوڑتے ہوئے ایک غار میں جا پہنچے۔

میں جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو وہاں کچھ غاریں دکھائی دیں۔ جبل ثور کی چوٹی پر بہت سی غاریں ہیں مگر جس غار میں اللہ کو منظور تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی غار میں جا پہنچے۔ یہ وہی غار ہے جس کا تذکرہ اللہ نے قرآن میں کیا ہے:

إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ﴿۴۰﴾

(التوبة: ٤٠)

”جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ (اللہ کے رسول ﷺ) اپنے ساتھی (صدیق

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اکبر رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے، غم نہ کر اس لیے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

میں اس غار میں داخل ہوا، یہ اس قدر کشادہ ہے کہ اس میں دو آدمی آرام سے لیٹ سکتے ہیں۔ ایک شخص پتھر پر سو سکتا ہے اور دوسرا پتھر سے ذرا نیچے آرام سے لیٹ سکتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تین دن تک اس غار میں رہے...... غار دیکھ کر میں واپس لوٹا۔ جب نیچے آ رہا تھا تو ایک عرب چرواہا جبل ثور پہ بکریاں چرا رہا تھا۔ بکریاں دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ میرے پیارے رسول ﷺ بھی بچپن میں بکریاں چرایا کرتے تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ بھی یہیں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ وہ روزانہ غار ثور میں اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے یار غار کو بکریوں کا دودھ پلا جایا کرتے تھے...... جبل ثور پہ بکریاں دیکھ کر چودہ سو سال قبل کا منظر نگاہوں کے سامنے گھوم رہا تھا...... کسی کو کیا پتا تھا کہ یہ دو کا قافلہ جو جبل ثور کی غار میں چھپا ہوا ہے یہ اس راستے پہ چل رہا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے منہج، دعوت و جہاد کا درمیانی موڑ ہے کہ جس کا نام ہجرت ہے۔

مدینے کی جانب:

اللہ کے رسول ﷺ تین دن کے بعد جبل ثور سے اترے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اونٹنی پر بیٹھے اور مدینے کی جانب سفر شروع ہوا...... مکہ سے مدینہ تک اب جو جدید سڑک بنائی گئی ہے اسے "الطریق الھجرہ" ہجرت روڈ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ تقریباً اسی راستے سے مدینہ گئے تھے۔ اس جدید سڑک کے راستے مکہ سے مدینہ تک ساڑھے چار سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ اس سڑک پر چلتے ہوئے راستے میں ایک وادی آتی ہے جس کا نام "قدید" ہے۔ اس وادی میں وہ جگہ آج بھی موجود ہے کہ جہاں سراقہ بن مالک مشرکین کی جانب سے انعام کے لالچ میں اللہ کے رسول ﷺ کے اس قدر قریب ہو گیا کہ آپ ﷺ کی قراءت سننے لگا تو گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے اور گھٹنوں تک دھنستے چلے گئے...... یہ دیکھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ سراقہ نے امان کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کو پکارا۔ آپ ٹھہر گئے۔ پھر اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے پروانہ امن لکھوا لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"سراقہ! میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔"

چنانچہ سراقہ بعد میں مسلمان ہوئے اور جب ایران فتح ہوا تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے اور اللہ کے رسول ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

الغرض ہجرت کے سفر میں دو آدمیوں کا قافلہ تھا جو چھپ کر جا رہا تھا مگر یہ سفر...... جہاد کا مقدمہ تھا اور سراقہ کے بارے میں آپ ﷺ نے جو فرمایا۔ وہ راہ جہاد پہ چل کر، پورا ہو کے رہا۔

☆☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لبیک اللّٰھم لبیک

باب
سوم

”مدینہ منورہ“ میں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدینے میں

آج میں اس شہر میں داخل ہو رہا ہوں جس شہر سے میرے پیارے رسول ﷺ کو اس قدر محبت تھی کہ صحیح بخاری میں ہے جب آپ ﷺ سفر سے مدینہ تشریف لاتے اور اس کی دیواروں کو دیکھتے تو اس کی محبت میں اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے ...... ہمارے پاس اونٹنی تو نہ تھی۔ پٹرول سے چلنے والی گاڑی تھی۔ میرا مجاہد ساتھی بھائی مجتبیٰ اسے چلا رہا تھا۔ اسے تیز چلاتے ہوئے ہم مدینے میں داخل ہوئے۔ میری خوشی کا یقیناً کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ کیونکہ میں اس شہر میں داخل ہو رہا تھا جس کے بارے میں صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے یوں دعا کی تھی:

"اے اللہ! مکہ میں تو نے جو برکت رکھی ہے مدینہ میں اس سے دوگنی برکت دے دے۔"

قارئین کرام! مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے مدینہ کی اہمیت کو جان لیجیے، مدینے کی عظمت کو پہچان لیجیے۔ یہ محمد عربی ﷺ کا شہر ہے۔ یہ حرم ہے اور اس کی حرمت کا تذکرہ آپ ہی کی زبان مبارک سے ملاحظہ کیجیے! آپ ﷺ نے فرمایا:

"مدینہ کے دو پتھریلے کناروں میں جو زمین ہے وہ میری زبان (سے نکلی ہوئی دعا کی وجہ سے) حرم ٹھہرائی گئی ہے۔" (بخاری)

اور صحیح مسلم میں الفاظ یوں ہیں:

"ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے درمیان میں (مدینہ) کو حرم قرار دیتا ہوں۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آ گاہ ہو جائیے ! جس طرح مکہ کے حرم میں شکار کرنا اور درخت کاٹنا ممنوع ہے۔ اسی طرح مدینہ کے حرم میں بھی شکار منع ہے اور درخت کاٹنا وغیرہ بھی ممنوع ہے۔

دعوت و جہاد کا علمبردار، پاکیزہ شہر:

لوگو! مدینہ بڑا پاکیزہ شہر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا ہے کہ:

"بلاشبہ اللہ نے مدینے کا نام طابہ رکھا ہے۔" (مسلم)

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ جنگ تبوک سے لوٹ کر آئے اور مدینے کے قریب پہنچے تو فرمایا:

" هَذِهِ طَابَةٌ "...... "یہ طابہ آ گیا۔"

اسی طرح ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ کے بارے میں فرمایا:

" إِنَّهَا طَيْبَةٌ...... " یہ "طیبہ ہے۔"

طابہ اور طیبہ...... کا مطلب پاکیزہ ہے یعنی اللہ کے ہاں بھی یہ پاکیزہ ہے۔ اس کے نبی ﷺ نے بھی اسے پاکیزہ کہا۔ اسے حرمت والا قرار دیا...... اب جو یہاں کوئی ایسا کام کرے، جو اس کی حرمت و پاکیزگی کے خلاف ہو تو اس کی سزا بھی سخت ہے، وعید بھی شدید ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو:

« قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: "اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا »

(مسلم)

"اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "مدینہ عیر سے ثور (پہاڑ) تک حرم ہے لہٰذا جو کوئی اس میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو جگہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا نہ کوئی فرض قبول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرے گا اور نہ نفل۔"

اللہ! اللہ!............اے رسول ہاشمی ﷺ کے شہر میں آنے والو! یہاں ایک ایک قدم پر عمل وہی کرنا جو رسول ہاشمی ﷺ سے ثابت ہو۔ کہیں شرک وبدعت کا شکار نہ ہو جانا۔ پیسا خرچ کرکے سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے کہیں لعنت کا مستحق نہ بن جانا، ثواب کی بجائے عذاب سے دوچار نہ ہو جانا، اجر کی بجائے کمر پہ کوڑے نہ برسوا لینا۔

مدینہ......اس قدر پاکیزہ شہر ہے کہ دو بڑی آلودگیاں مدینہ کو آلودہ نہ کر سکیں گی اللہ کے رسول ﷺ نے فرما دیا ہے، صحیح مسلم میں ہے:

"مدینہ میں طاعون اور دجال نہیں آ سکتا۔"

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ وہ ہر شہر کو روند ڈالے گا مگر مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

اسی طرح صحیح بخاری اور حدیث کی دوسری کتب میں موجود ہے کہ وہ مدینے سے باہر شور زدہ زمین میں، مقام جرف پر اترے گا تو اس دور میں جو سب سے نیک شخص ہوگا وہ دجال کے پاس جائے گا اور جب اس کی کرشمہ سازیاں اور شعبدہ بازیاں دیکھے گا تو وہ کہے گا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے۔ جس کا حال اللہ کے رسول ﷺ نے بیان کر دیا تھا۔"

اس پر دجال اپنے ماننے والوں سے کہے گا: "کیا خیال ہے تمہارا کہ اگر میں اسے مار ڈالوں اور پھر زندہ کر دوں؟ تب تو تمہیں میری خدائی میں کوئی شک نہ رہے گا؟ وہ کہیں گے جی ہاں...... چنانچہ دجال اسے مارے گا اور پھر زندہ کر دے گا پھر جب وہ مومن زندہ ہوگا تو کہے گا:

«وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ» (بخاری)

"اللہ کی قسم! مجھے آج سے بڑھ کر کبھی اتنی بصیرت حاصل نہ تھی۔"

یعنی اب تو یقین ہو گیا کہ تو ہی دجال ہے۔

چنانچہ دجال پھر اس مومن کو دوبارہ قتل کرنا چاہے گا مگر قتل نہ کر سکے گا اور مومن اسے للکارتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے گا۔

قارئین کرام!......غور کیجیے آج کوئی پیر معمولی سا شعبدہ دکھلا دے تو لوگ کس قدر اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اپنا ایمان، مال اور آبرو برباد کرتے ہیں مگر جو لوگ ان سے خبردار کرتے ہیں انہیں گستاخ کہا جاتا ہے...... اس روز بھی دجال تو شعبدے دکھلائے گا۔ بہت بڑی قوت کا اظہار کرے گا۔ لوگ اسے رب مانیں گے۔

مگر جو صحیح عقیدے والا کتاب وسنت کا حامل ہوگا۔ وہ اسے نہیں مانے گا اور یہ کامیاب ہوگا اور یہی سب سے نیک انسان ہوگا۔ یاد رہے اللہ کے رسول ﷺ نے اسے نیک قرار دیا ہے......تو اب آیئے! اللہ کے نبی کے شہر سے یہ سبق لے جائیں کہ شرک وبدعت کا ارتکاب نہ کریں گے اور کسی پیر وغیرہ کے جھانسے میں نہ آئیں گے بلکہ توحید وسنت کی نعمت سے اپنے آپ کو مالا مال کر کے لوٹیں گے...... یہ عزم اور ارادہ کر لیجیے اور آیئے اب اس پاک شہر میں داخل ہوتے ہیں۔

مسجد قبا:

اللہ کے رسول ﷺ جب مدینہ کے قریب آئے تو قبائل میں چند دن قیام کیا......اور یہاں اپنی نبوت کے بعد پہلی مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں نماز پڑھی۔ صحیح مسلم کی احادیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر ہفتے اس مسجد میں سوار اور پیدل تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے...... کسی بھی مسجد میں جانے والے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کا یہ حکم ہے کہ وہ نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت نماز نہ ادا کر لے۔

سعودی حکومت نے مسجد قبا کو بڑا خوبصورت اور کشادہ بنایا ہے اس کی چھت اوپر سے کھل جاتی ہے ہم نے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسجد جمعہ:

اللہ کے رسول ﷺ کچھ دن قبا میں قیام کے بعد مدینہ شہر کو روانہ ہوئے اور جب بنو سالم بن عوف کی آبادی میں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہاں جمعہ پڑھایا۔ ٹھیک اسی مقام پر اب مسجد جمعہ موجود ہے۔ یہاں پہلا جمعہ پڑھا گیا' یہ مسجد بھی سعودی حکومت نے نئے سرے سے بڑی خوبصورتی سے تعمیر کی ہے۔

شہروں کو کھا جانے والا شہر:

اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی یہاں سے چلی۔ اب وسط میں آ گئی۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر آ رکی۔ اب اللہ کے رسول ﷺ ایسے شہر میں آ گئے ہیں کہ جس کے بارے میں فرمایا:

« أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَ هِيَ الْمَدِيْنَةُ »

(بخاری و مسلم)

"مجھے اس بستی میں جانے کا حکم ہوا ہے جو دوسری بستیوں کو کھا لے گی، لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ تو مدینہ ہے۔"

لوگو! جو اللہ کے نبی کا شہر ہے یہاں سے جہاد شروع ہوا۔ مدینے سے جہاد کے دستے روانہ ہونے شروع ہوئے اور بستیوں کا مال غنیمت مدینے میں ڈھیر ہونے لگا۔ کسریٰ کے کنگن بھی یہاں آئے، مدائن کے خزانے بھی آئے، قیصر کے قدم بھی یہاں سے اٹھنے والے مجاہدوں نے اکھیڑے...... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور تک مدینے کی مرکزیت کا یہ حال تھا کہ قریباً تمام معلوم دنیا کسی نہ کسی شکل میں مدینے کی باج گزار تھی۔ مدینے کی خلافت اپنے وقت کی سپر پاور تھی۔

مسجد نبوی:

شہر کے وسط میں رسول اللہ ﷺ نے جو مسجد اپنے ہاتھ سے بنائی، یہی مسجد نبوی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم میں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کے مطابق اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے سے ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

چنانچہ میں مدینے میں آیا ہوں اور اس مسجد کی زیارت کا ارادہ کیے ہوئے ہوں جس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا سراسر ثواب ہے کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمادیا ہے:

''تین مسجدوں کے سوا سفر کے لیے کجاوے نہ باندھے جائیں، ایک میری یہ مسجد (دوسری) مسجد حرام (اور تیسری) مسجد اقصیٰ۔'' (مسلم)

اب میں نے سفر تو کیا ہے مگر فرق یہ ہے کہ اس وقت اونٹوں کے کجاوے باندھے جاتے تھے مگر آج میں نے جہاز اور گاڑی میں اپنی سیٹ کی پیٹی باندھی تھی۔ مسجد نبوی کا ارادہ کر کے سفر کیا۔ یوں اپنے نبی ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہو کے سنت پر عمل کر لیا اور مدینے کے اکثر اہم مقامات بھی دیکھ لیے کہ وہ بھی دیکھنے ہی تھے۔ سب آثار کا، جن کا تعلق میرے پیارے رسول ﷺ سے ہے، انہیں دیکھنا ہی تھا مگر ارادہ اسی طرح کیا جس طرح میرے نبی ﷺ نے بتلایا...... چنانچہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ سعودی خاندان کے زمانے میں کی گئی توسیع حیرت انگیز ہے...... یعنی اس توسیع میں ایسی چھتری نما چھتیں بنائی گئی ہیں کہ رات کے وقت انہیں لپیٹا جاتا ہے تو وہ ستون بن جاتے ہیں۔ غرض جب یہ چھت ہوتی ہے تو مسجد کی دوسری چھت کی طرح معلوم ہوتی ہے اور جب یہ ستونوں کی شکل اختیار کرتے ہیں تو پتھر کے بنے ہوئے ستونوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ میں ان تمام گوشوں سے گزرتا وہاں جا پہنچا جہاں ایک جانب اللہ کے رسول ﷺ کا گھر ہے اور ایک جانب آپ ﷺ کا منبر مبارک ہے۔ یہ دو مبارک مقام وہ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ » (بخاری ومسلم)

''میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے، وہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس سے یہ معلوم ہوا کہ روضہ وہ جگہ ہے جو منبر اور حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہے۔

تو میں سب سے پہلے منبر مبارک کے پاس پہنچا۔ اب میں نے تحیۃ المسجد کے دو نفل ادا کیے، جہاں میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے امامت کروائی ہے...... نماز بھی ادا کی، دعائیں بھی کیں۔ مجاہدین بہت یاد آئے۔ مظلوم مسلمان بہت یاد آئے' کبھی یہیں بیٹھے بیٹھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سالار صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے دستے روانہ کیا کرتے تھے۔ نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سن کر کفار لرز جایا کرتے تھے۔ یہاں سے فارغ ہوا تو اللہ کے نبی کا گھر جو حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام سے معروف ہے اس کے اور منبر کے درمیان بیٹھ گیا یہ جنت کا باغیچہ ہے۔ یہاں قرآن بھی پڑھا' دعائیں بھی کیں اور پھر یہاں سے اٹھا تو حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا یہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں آپ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے یہاں وہی دعا پڑھی جو میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہے:

« اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ » (مسلم)

"اے مومنو اور مسلمانو! اس گھر کے رہنے والو!...... تم پر سلامتی ہو ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں ہم اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔"

بقیع کا قبرستان:

اب میں باب جبریل سے نکلا تو سامنے بقیع کے قبرستان میں جا داخل ہوا۔ یہاں بھی وہی دعا پڑھی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہے۔ یہاں مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر بھی ہے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ مومنوں کی تمام ماؤں کی قبریں یہیں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر اور آپ کی زوجہ محترمہ بنت رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قبر بھی یہیں ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر بھی ہے۔ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بڑے بڑے علما و صلحا کی قبریں بھی یہیں ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کے ساتھ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی قبر ہے۔

اس قبرستان میں جانا ہوا...... آخرت کو یاد کر رہا تھا، اللہ سے دعائیں کر رہا تھا کہ مولا ہم جیسے گناہ گاروں کو بھی اپنے ان نیک بندوں میں شامل کر لینا۔ بقیع کے قبرستان میں کوئی قبر پکی نہیں، کوئی مزار نہیں، کوئی گنبد نہیں، پوجا کا کہیں نام و نشان نہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے کے یہ مظاہر دیکھ کر، سادہ سی قبریں ملاحظہ کر کے دل کو جو سکون پہنچا وہ بیان سے باہر ہے۔

جبل احد

صحیح مسلم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

''احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

احد دیکھنے کا بڑا شوق تھا کہ اس کے دامن میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ایک عظیم تاریخی معرکہ بپا ہوا تھا چنانچہ میں مدینہ یونیورسٹی میں اپنے طالب علم بھائیوں کے ہمراہ روانہ ہوا، جب ہم ایک مقام ''شوط'' پر پہنچے تو پتا چلا کہ یہ وہ جگہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار کا لشکر لے کر جا رہے تھے تو یہاں پہنچ کر منافق عبداللہ بن ابی اپنے تین سو جوانوں کو لے کر الگ ہو گیا۔ اس کا مقصد لشکر اسلام میں کھلبلی مچانا تھا اور اپنی نقل و حرکت سے دشمن کو یہ دکھانا مقصود تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج بکھر رہی ہے مگر قربان جائیں حلم و حوصلے کے پہاڑ، محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ اپنا باقی ماندہ لشکر لے کر آگے بڑھ گئے۔

اب ہم اس پہاڑی پر تھے جہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا دستہ متعین فرمایا تھا۔ اس پہاڑی کو ''جبل رماۃ'' کہا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا دستہ یہاں متعین فرمایا اور ان سے کہا کہ اگر تم لوگ دیکھو کہ پرندے ہمارے گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا، یہاں تک کہ میں بلا بھیجوں مگر جب اللہ نے فتح دی تو یہ لوگ مال غنیمت میں جا لگے اور ادھر صرف عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے نو ساتھی باقی رہ گئے...... خالد بن ولید جو تب مشرکین کے کمانڈر تھے، انہوں نے یہ صورتحال دیکھی تو چکر کاٹ کر تیر اندازوں پر حملہ کر دیا۔ مقابلہ ہوا...... تیر انداز شہید ہو گئے اور پھر مشرکین کی فوج مسلمانوں پہ پل پڑی اور جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ مسلمان گھیرے میں آ گئے۔ ادھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف نو صحابہ رہ گئے سالار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال جرات و دلیری سے مسلمانوں کو پکارا تا کہ انہیں مجتمع کر سکیں۔ ادھر جب مشرکین نے آپ کی آواز سنی تو وہ لپکے اور یہاں بھی خونریز معرکہ شروع ہوا۔ طلحہ بن عبیداللہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم جو دونوں بلا کے تیر انداز تھے، آگے بڑھ کر خوب جم کر لڑے جب کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر پھیلا دیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تیر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے:

"تیر مارو! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔"

احد کے اسی میدان میں لڑتے لڑتے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تلوار لگی جس سے ان کی انگلیاں کٹ گریں۔ ان کی زبان سے حس (سی) نکلا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم بسم اللہ کہتے تو تمہیں فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ یہ نظارہ دیکھتے۔"

بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق یہی احد کا میدان ہے کہ جہاں اس کڑے وقت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم لڑ رہے تھے، دو فرشتے بھی سفید لباس پہنے لڑ رہے تھے اور یہ جبریل اور میکائیل تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو چکے تھے۔ آپ کے رخسار میں خود کی دو کڑیاں پیوست ہو گئیں۔ دانت مبارک ٹوٹ گئے اور سر بھی زخمی ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تھے۔ چنانچہ سالار صحابہ اپنے ساتھیوں کو لے کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چلے اور جرات و دلیری سے لڑتے ہوئے اپنے باقی ساتھیوں کو مشرکین کے نرغے سے نکال لائے اور پھر اللہ کے رسول ﷺ واپس احد کے دامن میں چلے گئے...... ہم جبل رماۃ سے نیچے اترے اور میدان بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، جو اس معرکے میں شہید ہوئے، ان کی قبر دیکھتے ہوئے ہم آبادی کی طرف بڑھے۔ آبادی کے خاتمے کے بعد جبل احد کے دامن میں اس غار میں پہنچے جہاں اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ آرام فرما ہوئے تھے۔ یہیں آپ ﷺ کے رخسار مبارک سے کڑیاں نکالی گئیں اور آپ ﷺ کے زخم دھوئے گئے۔ اس معرکے میں ایک مشرک۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ سے بھی مارا گیا اس کا نام حارث بن صمہ تھا، یہ اللہ کے رسول ﷺ کو قتل کرنے آیا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اسے آنے دو اور پھر اللہ کے رسول ﷺ نے نشانہ باندھ کر نیزہ مارا جو سیدھا اس کی خود اور زرہ کے درمیان حلق کے پاس اس تھوڑی سی جگہ پر لگا جو خالی تھی۔ یہ اللہ کا دشمن چیخ کر واپس بھاگا اور واپس مکہ تک نہ پہنچ سکا، راستے ہی میں مر گیا۔

صحابیہ کا ایمان افروز واقعہ:

عورتوں میں ام ایمن بڑی بہادر خاتون تھیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ کچھ مسلمان بھاگ کر مدینے میں گھسنا چاہتے ہیں تو وہ ان کے چہرے پر مٹی پھینکنے لگیں اور کہنے لگیں:

"یہ سوت کاتنے کا تکلا ہم سے لے لو اور گھروں میں بیٹھ کر سوت کاتو اور یہ تلوار ہمیں دو، ہم دشمن سے لڑتی ہیں۔"

پھر وہ میدان جنگ میں آ کر زخمیوں کو پانی پلانے لگیں۔ ایک مشرک ابن عرقہ نے تیر چلایا۔ ام ایمن گر پڑیں اور پردہ کھل گیا اس پر مشرک نے خوب قہقہہ لگایا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو غصے میں آ گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر دیا اور کہا کہ چلاؤ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تیر چلایا، مشرک جو قہقہہ لگا رہا تھا ٹھیک اسی جگہ اس کے حلق پر تیر جا لگا، وہ چاروں شانے چت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گرا اور اس کا پردہ کھل گیا۔ اب اللہ کے رسول ﷺ اس طرح ہنسے کہ آپ کی داڑھیں مبارک بھی دکھائی دینے لگیں۔

قارئین کرام! میں میدان احد میں کھڑا ہوں اور یہ سارے مناظر میری نگاہوں کے سامنے تازہ ہو رہے ہیں۔ یہ وہ میدان ہے جہاں کچھ لوگوں نے امیر جہاد کے حکم کو پس پشت ڈالا تو مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے ان حالات میں بھی ثابت قدمی، دلیری اور جرات کی وہ تاریخ رقم کی کہ حالات جیسے بھی ہوں، لوگ راستے میں ہی ساتھ چھوڑ جائیں، میدان سے بھاگ جائیں، انتہائی کڑا وقت آ جائے تو بھی پامردی سے مقابلہ کرنا ہے اور اپنی فوج کو بچانا ہے...... اور پھر ایک مسلمان کے خون کا بدلہ عین میدان جنگ میں لے کر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ سبق دیا کہ جب تک مسلمان بھائی یا مومنہ بہن کا بدلہ نہ لے لیا جائے تب تک طبیعت کو سکون، قرار اور چین نہیں آنا چاہیے۔ قربان جاؤں ایسے پیارے اور غیور رسول ﷺ پر کہ جنہوں نے جنگ کی سختیوں میں بھی اپنے ماننے والوں کو مسکرانے کا سبق دیا۔

غزوہ احزاب:

ہم کوہ سلع کے دامن میں پہنچے۔ یہ وہی کوہ سلع ہے کہ جس کی طرف پشت کرنے سے مسلمانوں کو قلعہ بندی کی کیفیت میسر آ گئی تھی۔ سامنے خندق تھی اور مسلمان کنارے پر تیر برسا رہے تھے۔ قارئین کرام! یہ پنجاب کی نرم زمین نہ تھی کہ جسے کھود کر خندق بنائی گئی تھی یہ مدینے کی پتھریلی زمین تھی جسے ایک ہزار کے لشکر نے کھودا تھا۔ خود رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں بھی کدال تھی۔ صحابہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بھوک کا شکوہ کیا اور اپنے سالار کو دکھایا کہ کس طرح ان کے پیٹوں پر بھوک سے پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو اپنے شکم اطہر سے کپڑا اٹھایا اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے سالار کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ حال دیکھا تو گھر گئے کہ کھانے کو کچھ مل جائے۔ مگر گھر میں بکری کا چھوٹا سا بچہ تھا۔ اسے ذبح کیا جب کہ بیوی نے اڑھائی کلو جو پیسے، آٹا گوندھا اور پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رازداری سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ آ کر کھانا کھا لیں............ مگر یہ کیسے ہوسکتا تھا؟ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھالیں اور باقی مجاہدین بھوکے رہ جائیں چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرادیا کہ جابر کے گھر دعوت ہے، آؤ کھانا کھانے چلیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی پریشان ہوگئی مگر سب آئے اور جب ایک ہزار کا لشکر کھانا کھا چکا تو صورتحال یہ تھی کہ ہانڈی بھری کی بھری جوش مار رہی تھی اور گوندھا ہوا آٹا اپنی اصلی حالت میں اسی طرح موجود تھا کہ جیسے اس سے ایک بھی روٹی نہ پکائی گئی ہو............ یہ تھی جہاد میں اللہ کی مدد............ تو............ میں کوہ سلع کے دامن میں کھڑا ہوں۔ مدینے کی پتھریلی زمین کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ وہی زمین ہے کہ جسے کھودتے کھودتے ایک ایسی سخت چٹان آ گئی کہ جس سے کدال اچٹ جاتی اور چٹان کو پتا ہی نہ چلتا کہ اس پر وار ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس چٹان کے نہ ٹوٹنے کا تذکرہ اپنے سالار سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، کدال پکڑی اور اللہ کا نام لے کر ضرب لگائی، ایک ٹکڑا ٹوٹ گرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”اللہ اکبر! اور مجھے ملک شام کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت وہاں کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔“............ پھر دوسری ضرب لگائی تو ایک دوسرا ٹکڑا کٹ گیا۔ فرمایا: ”اللہ اکبر! مجھے فارس دیا گیا، اللہ کی قسم! میں اس وقت مدائن میں سفید محل دیکھ رہا ہوں۔“............ پھر تیسری ضرب لگائی تو باقی ٹکڑا بھی ٹوٹ گیا اور فرمایا: ”اللہ اکبر! مجھے یمن کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت اپنی جگہ صنعا کے پھاٹک دیکھ رہا ہوں۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم کے شکموں پہ پتھر بندھے ہوئے ہیں اور ان کے سالار کے پیٹ مبارک پہ دو

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پتھر یعنی بھوک کا یہ عالم ہے..........اور سارے عرب کا اتحادی لشکر کہ جس کی تعداد دس ہزار یعنی مدینے کی مجموعی آبادی سے بھی زیادہ تھی، وہ چڑھائی کرتے ہوئے آ رہا ہے..........اور اللہ کے رسول ﷺ قیصر و کسریٰ کے محلات کی فتح کی خوشخبریاں سنا رہے ہیں.....قربان جاؤں! شمع نبوی کے پروانوں پر کہ جنہوں نے اپنی عقلوں کو جھٹلا دیا مگر آواز نبوت کی تکذیب نہ کی۔ کوہ سلع کے دامن میں کھڑا طیبہ کی پتھریلی زمین پر نگاہیں جمائے میں سوچے چلا جا رہا تھا کہ رسول جہاد محمد مدنی ﷺ کے راستے کو اگر آج بھی مسلمان اپنا لیں تو واشنگٹن، روم، لندن و پیرس اور دہلی، بون، جنیوا، ان سے دور نہیں، وہ تو ان کے قدموں کی چاپ سننے کے منتظر ہیں بشرطیکہ ہم طیبہ کے چودہ سو سالہ پرانے باشندوں کی روش اپنا لیں۔

یہودی کا قلعہ:

مدینے کے جنوب میں ایک قلعہ ہے۔ یہ قلعہ کعب بن اشرف یہودی کا تھا۔ ہم اس میں بھی گئے۔ اس کے کھنڈرات ابھی تک موجود ہیں۔ پتھر کی دیواریں تین تین چار چار فٹ کی ابھی تک موجود تھیں۔ قلعے کی دیوار کے ساتھ کنواں بھی موجود تھا اس میں پانی بھی تھا مگر کنواں اب ویران پڑا ہے۔ قلعے کے ساتھ کھجوروں کے باغات بھی موجود ہیں۔ کعب بن اشرف ایک یہودی سردار، مالدار اور بڑا حسین شخص تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کے خلاف بڑی بکواس کرتا تھا، صحابیات کے خلاف فحش اشعار بکتا تھا۔ مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے بھڑکاتا تھا غرضیکہ مفسد اور کمینہ انسان تھا کہ جس نے اس بات کی بھی کوئی پروا نہ کی کہ مدینے کی اسلامی حکومت کے ساتھ یہود کے معاہدے ہیں۔ چنانچہ اس مفسد کو سزا دینے کا اللہ کے رسول ﷺ.....حکمران مدینہ نے فیصلہ کر لیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا.........."کون ہے جو اس سے نبٹے......؟"

چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ سے اجازت لے کر گئے اور مسلمانوں کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلاف باتیں کر کے کعب بن اشرف کو اپنا ہمنوا بنا لیا اور اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اسلحہ رہن رکھ لے اور غلہ دے دے۔ اب محمد بن مسلمہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے اس قلعے کے پاس آئے۔ آواز دی تو کعب باہر نکل آیا۔ اس کی نئی نویلی دلہن نے کہا۔ اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ میں ایسی آواز سن رہی ہوں، جس سے گویا خون ٹپک رہا ہے۔ کعب نے کہا کہ یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور رضاعی بھائی ابو نائلہ ہے۔ اس کے بعد وہ باہر آ گیا خوشبو کی اس سے لپیٹیں اٹھ رہی تھیں۔ پروگرام کے مطابق کچھ دیر یہ سارے باتیں کرتے ہوئے چلتے رہے اور پھر ابو نائلہ نے کہا: یار کعب! اس جیسی عمدہ خوشبو تو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ یہ سن کر کعب یہودی فخر سے کہنے لگا: میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ خوشبو والی عورت ہے۔ ابو نائلہ نے اب اجازت لے کر سر سونگھا پھر ساتھیوں کو سونگھایا اور پھر سر ایسے زور سے پکڑا کہ ساتھ ہی ساتھیوں کو حملے کی دعوت دی۔ اب تلواریں اس پر حملہ آور ہوئیں، ادھر محمد بن مسلمہ کے پاس کدال تھی۔ انہوں نے دے ماری اور اس پر چڑھ بیٹھے۔ کدال آر پار ہو گئی۔ یہودی کی چیخیں نکلیں اور پلک جھپکتے میں وہ واصل جہنم ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کامیاب مشن کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان صحابہ کے لیے دعائیہ کلمات کہے.......... اس قتل کی خبر پھیلی تو یہود کو پتا چل گیا اور دیگر مفسدین کو بھی آگاہی ہو گئی کہ اگر وہ بھی مدینے کی اسلامی ریاست کے خلاف معاہدوں کی پروا کیے بغیر فساد انگیزی کریں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم فسادیوں کو معاف نہ کریں گے۔ چنانچہ مدینے کی فضا پر امن ہو گئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب
چهارم

خاتم الانبیا، حضرت محمد ﷺ کے حج کے ایمان افروز، مناظر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حج کی فرضیت

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے اور پانچواں رکن ''حج ہے'' اللہ نے اپنے خلیل کی زبان سے حج کا اعلان یوں کروایا:

وَأَذِّن فِي ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ (الحج:۲۷)

''لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، وہ تیرے پاس پیدل اور دبلے پتلے اونٹوں پر ہر دور دراز راستے سے آئیں گے۔''

قارئین کرام! یہ ہے ''سورہ حج'' میں حج کا وہ اعلان کہ جس کی منادی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی.......... حج کا معنی ارادہ اور قصد ہے.......... یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بنائے ہوئے گھر کی طرف سفر کرنے کا نام حج ہے اور اس حج کو اللہ نے امت محمد ﷺ کے لیے فرض قرار دیا ہے:

وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾ (آل عمران:۹۷)

''اللہ کی طرف سے لوگوں پر کعبہ کا حج ہر اس شخص کے لیے فرض ہے جو اس کی طرف سفر کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور جس نے انکار کیا تو بلاشبہ اللہ بھی سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔''

چنانچہ صحیح مسلم میں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا حج کرو۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم کی ایک اور حدیث کے مطابق جو شخص طاقت رکھتا ہے اس کے لیے زندگی میں ایک بار حج فرض ہے باقی کوئی جتنی بار بھی کرتا ہے، وہ نفلی حج ہے۔

حج کی فضیلت:

حج کی فضیلت کا اندازہ بخاری و مسلم کی اس حدیث سے لگائیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد۔'' پوچھا گیا پھر کون سا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور۔''

یاد رہے! حج مبرور وہ حج ہے جو گناہوں سے دور اور نیکیوں سے بھرپور ہو اور اللہ کے ہاں قبول ہو اور اللہ کے ہاں وہی حج قبول ہوگا جو اللہ کے رسول ﷺ کے طریقے کے مطابق ہوگا چنانچہ جس نے اللہ کے رسول ﷺ کے طریقے کے مطابق حج کرلیا وہ حج اللہ کے ہاں مقبول ہوگیا اب اس کی قبولیت کا بدلہ کیا ہوگا؟ اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے سن لیجیے، فرمایا:

« اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ » (بخاری و مسلم)

''حج مقبول کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں۔''

اور صحیح مسلم کی حدیث ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ » (مسلم)

''حج پچھلے تمام گناہوں کو ختم کردیتا ہے۔''

اے حجاج کرام! یہ بات پلے باندھ لیجیے، دل پہ نقش کرلیجیے کہ حج مقبول وہی ہوگا، حج مبرور وہی ہوگا جو اللہ کے رسول ﷺ کے طریقے کے مطابق ہوگا، اللہ کے رسول ﷺ نے جس طرح نماز کے بارے میں فرمایا:

« صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ» (بخاری)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''نماز اس طرح پڑھو، جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا۔''

اسی طرح حج کے بارے میں بھی فرمایا:

« لِتَأْخُذُوا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ فَإِنِّیْ لَا أَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ هٰذِهٖ » (مسلم)

''لوگو! مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید اپنے اس حج کے بعد (کوئی) حج ادا کرسکوں۔''

اور یہ سارے طریقے احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ لہٰذا جو ان طریقوں کے مطابق حج کرے گا۔ اسی کا حج اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگا۔ وہی مبرور یعنی نیکیوں سے بھرپور ہوگا (ان شاء اللہ) اور اسی کا بدلہ جنت ہے۔

تو اس کتاب میں ہماری کوشش ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے حج کا طریقہ اور آپ کے احکامات کو آسان طریقے سے حجاج کرام کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَ لَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَ لَدَتْهُ أُمُّهٗ »

''جس نے اللہ کی رضا کے لیے حج کیا پھر اس نے کوئی بے ہودہ بات نہ کی اور نہ (کوئی) گناہ کیا تو وہ حج کرکے اس دن کی طرح پلٹے گا جیسا کہ اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔''

یعنی وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے گا کہ جس طرح پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے۔

محترم حجاج کرام! فقط عمرہ کا احرام تو سارا سال جب دل چاہے باندھا جاسکتا ہے مگر حج کا احرام حج کے مہینوں ہی میں باندھنا چاہیے۔ شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ، حج کے مہینے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پہلے دومہینوں میں حج کا سفر کیا جاتا ہے اور آخری ماہ کی تین تاریخوں آٹھ، نو اور دس میں فریضہ حج کے اعمال سرانجام دیے جاتے ہیں۔

حج اکبر:

''سورہ التوبہ'' کے شروع میں حج کو اللہ نے ''حج اکبر'' کہا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''یہ حج اکبر کا دن ہے''...... حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کا دن جمعہ کے روز تھا۔ اس لیے بعض لوگ اسے حج اکبر کہہ دیتے ہیں حالانکہ ہر حج ''حج اکبر'' ہے اور عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا ہے...... اسی طرح بعض لوگ اس عمرہ کو بڑا عمرہ کہتے ہیں، جس کا احرام میقات سے باندھا جائے اور اس عمرہ کو چھوٹا عمرہ کہتے ہیں۔ جس کا احرام تنعیم سے باندھا جائے تو اس تصور کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اسی طرح یہ تصور بھی غلط ہے کہ جو شخص عمرہ کرلے تو عمرہ کی وجہ سے اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

گھر سے نکلتے وقت:

جب آپ گھر سے حج کے سفر پر روانہ ہوں تو اللہ کے رسول ﷺ کی بتلائی ہوئی دعا پڑھ کر اپنے گھر والوں کو اللہ کے سپرد کریں:

« أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ » (صحیح ابن ماجه)

''میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔''

اسی طرح گھر والے اور دوست احباب یہ دعا پڑھ کر سفر کرنے والے مسافر کو روانہ کریں:

« أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَ أَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ »(احمد، ترمذی)

''میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

یاد رہے! حج کا سفر بڑا پاکیزہ سفر ہے۔ اس میں جھگڑے وغیرہ سے خاص طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ ۗ (١٩٧) (البقرۃ:۱۹۷)

''حج کے مہینے (شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ) معروف ہیں لہٰذا جو شخص ان میں حج کا ارادہ کرے تو حج کے دنوں میں نہ شہوت کی باتیں کرے۔ نہ کوئی برا کام کرے اور نہ حج میں جھگڑا کرے۔''

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص کو خوشخبری سنائی کہ جو نرمی اور اخلاق کا عظیم الشان طریقے سے اظہار کرتا ہے، فرمایا:

''میں اس شخص کو جنت کے درمیان گھر ملنے کی بشارت دیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیتا ہے۔'' (جامع ترمذی، صححہ الالبانی)

قارئین کرام! آیئے اب ذوالحلیفہ چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے کس طرح حج کیا؟ اور کیا کیا احکامات ارشاد فرمائے؟

ذوالحلیفہ:

''مدینہ منورہ'' سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر اہل مدینہ کے احرام باندھنے کی جگہ ''ذوالحلیفہ'' ہے۔ میں نے یہاں پہنچ کر مسجد میں عصر کی نماز ادا کی۔ حکومت سعودی عرب نے یہ مسجد بڑی عالیشان بنائی ہے۔ یہ مسجد جس وادی میں ہے وہ وادی بڑی مبارک وادی ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ آخری حج کے لیے مدینہ سے چلے اور عصر سے پہلے یہاں پہنچے تھے تو آپ ﷺ سے کہا گیا تھا:

« إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ » (صحيح البخاري)

''بلاشبہ آپ بطحائے مبارک یعنی کنکروں والی زمین میں ہیں۔''

اب یہاں عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ''ذوالحلیفہ'' میں عصر کی نماز دو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رکعت ادا کی اور رات یہاں گزاری۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"رات کے وقت میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ ہے۔" (بخاری)

اب اللہ کے رسول ﷺ نے ظہر سے قبل غسل کیا، پھر احرام باندھا، جب ظہر کا وقت ہوا تو ظہر کی نماز ادا کی اور جب باہر تشریف لائے تو اپنی اونٹنی پر جس کا نام قصواء تھا، سوار ہوئے اور لبیک کہا۔ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ لبیک پکارا اور قافلہ چل پڑا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ مکرمہ جانے کے لیے جو راستہ اختیار کیا اس راستے پر بدر آتا ہے۔ مکہ اور مدینہ کی پرانی سڑک بھی اسی راستے پہ واقع ہے۔ میں اپنے بھائی مجتبیٰ کے ساتھ اسی راستے سے ذوالحلیفہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں طرف خشک پہاڑ اور درمیان میں سڑکیں، کہیں کہیں چھوٹی چھوٹی بستیاں اور پھر آخر کار ۱۴۰ کلومیٹر چلنے کے بعد بدر کا شہر آ گیا۔ وہ شہر کہ جس کے دامن میں اسلام اور کفر کا اولین باقاعدہ معرکہ ہوا۔

بدر کے میدان میں:

بدر شہر میں میدان بدر کا پوچھتے ہوئے ہم مین روڈ سے دائیں طرف شہر کی اندرونی سڑک پر چل دیے۔ تھوڑی دیر بعد ہم اس جگہ تھے جہاں بدر کا معرکہ ہوا۔ بدر کا میدان تین چار ایکٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میدان سے ذرا نیچے ایک اور میدان ہے اس کے اردگرد چاردیواری کر دی گئی ہے۔ درمیان میں ایک جانب تھوڑی سی جگہ ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں شہدائے بدر کو دفن کیا گیا تھا۔

بدر کا یہ میدان اب میرے سامنے ہے۔ یہی وہ میدان ہے کہ جہاں اللہ کے رسول ﷺ صفیں درست فرما رہے تھے۔ ایک صحابی حضرت سواد رضی اللہ عنہ صف سے ذرا آگے تھے۔ سالار نبی ﷺ نے اپنے تیر کا دباؤ اس کے پیٹ پر ڈالا اور فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

’’سواد برابر ہو جاؤ۔‘‘------ سواد نے کہا: ’’اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ میں بدلہ لوں گا۔‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’بدلہ لے لو‘‘ مگر سواد نے کہا:

’’جب آپ نے میرے پیٹ پر تیر رکھا تھا تو وہ ننگا تھا جبکہ آپ کے پیٹ پر کپڑا ہے۔‘‘

تب وہ عجب منظر تھا۔ جب اسلامی فوج کے سالار نے اپنا پیٹ کھولا اور فرمایا:

’’سواد اب بدلہ لے لو۔‘‘

’’سواد! شکم مبارک کے ساتھ لپٹ گیا اور بوسے لینے لگا۔ یہ منظر دیکھ کر اللہ کے رسول ﷺ نے سواد سے پوچھا: ’’یہ کیا کر رہے ہو؟‘‘

سواد کہنے لگا:

’’اے اللہ کے رسول! (ﷺ) جنگ کا میدان سامنے ہے، میں نے چاہا کہ اس موقع پر میری زندگی کے آخری لحات یوں بیت جائیں کہ میرا جسم آپ کے جسم سے لگ جائے۔‘‘

یہ سن کر اسلامی فوج کے سالار اپنے مجاہد کے لیے دعائے خیر کرنے لگے۔

اب صفیں درست ہو چکی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سالار، فوجیوں کو نصیحت کر رہے تھے کہ جب مشرکین جمگھٹا کر کے تمہارے قریب آ جائیں تب تیر چلانا۔ یعنی ہمارے پاس اسلحہ کم ہے تو اس کمی کے پیش نظر تیر ضائع نہ کرنا۔ کہیں پہلے ہی اندھا دھند تیر چلا کر ختم نہ کر لینا اور جب وہ تمہارے قریب آ جائیں تو تب تلوار چلانا میں اپنے پیارے رسول ﷺ کے ان نصیحت آموز جنگی فرمودات پہ غور کر رہا تھا اور ادھر مجھے لشکر طیبہ کے مجاہدین یاد آ رہے تھے کہ جو کئی کئی دن کا سفر طے کر کے، بلند و بالا برفانی چوٹیاں عبور کر کے مقبوضہ وادی میں داخل ہوتے ہیں تو ہندو مشرک کہ جس کے پاس بے پناہ وسائل ہیں۔ وہ بارش کی طرح ان پر گولیاں اور مارٹر کے

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

گولے پھینکتے ہیں۔ مگر یہ اسی وقت گولی چلاتے ہیں۔ جب ہندو مشرک ان کی رینج میں آجاتے ہیں۔ یہ ایک گولی سے ایک مشرک قتل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب کہیں ہندو فوجی گھیرے میں آجائیں تو ہتھیار اتروا کر ذبح کر دیتے ہیں تاکہ گولی بھی بچ جائے۔

جی ہاں...... یہ وہی میدان ہے جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ دو بچوں نے مشرکین کے سردار ابوجہل کو شدید زخمی کر دیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچتے ہیں اور تلوار سے اس کا سرتن سے جدا کرتے ہیں۔ سر اٹھا کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے ہیں۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سر کو دیکھتے ہیں تو بول اٹھتے ہیں:

"اللہ اکبر!...... سب تعریف اس اللہ کے لیے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور سارے گروہوں کو اکیلے نے شکست دے دی۔"

غرض اس روز عام مشرکوں کے علاوہ مشرکین کے ۲۴ بڑے سردار ہلاک ہوئے۔ جن کی لاشیں گھسیٹ کر بدر کے ایک کنویں میں پھینک دی گئیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے بعد تین دن یہاں قیام فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

میدان بدر سے اب ہم بھی روانہ ہوئے۔ جب بدر شہر سے نکلے تو پہاڑی سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ اب وسیع و عریض ریگستان شروع ہوا۔ دائیں طرف ریگستان کے بعد سمندر کا ساحل ہے...... ہم مکہ کی طرف چلے جا رہے تھے...... جہادی معرکے لڑ کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی حج کرنے تقریباً انہی راہوں پر مکہ کی طرف تشریف لے گئے تھے۔

بلند آواز سے لبیک کہنے کا حکم:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بلند آواز سے لبیک کہتے ہوئے حرم کی طرف جا رہے ہیں۔ امام ابوداؤد جو سنتوں کو جمع کرنے اور ان پہ عمل کرنے میں بڑے حریص تھے۔ ان کی کتاب "سنن ابوداؤد" میں ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”میرے پاس جبریل آئے تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ کو حکم دوں کہ وہ لبیک کہتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کریں۔“

اسی طرح امام ابن ابی شیبہ جنہوں نے آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تلاش کرنے میں محنت و عظمت کی تاریخ رقم کی۔ ان کی روایت کہ جسے علامہ ناصر الدین البانی نے صحیح کہا ہے اس کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب تنعیم کے مقام سے عمرے کا احرام باندھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی لبیک کو سنا...... اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں بھی قدرے بلند آواز سے لبیک کہتی تھیں......

لبیک کہنے کی جو فضیلت ہے' اس کا اندازہ ابن خزیمہ اور بیہقی کی حدیث سے لگایئے جس کی سند کو علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو بھی کہنے والا لبیک کہتا ہے' تو اس کے دائیں اور بائیں موجود درخت اور پتھر بھی لبیک کہتے ہیں حتی کہ یہاں سے اور وہاں سے زمین ختم ہو جائے۔“

یعنی جہاں تک زمین کی حد ہے وہاں تک شجر و حجر، لبیک لبیک پکار رہے ہوتے ہیں۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کر رہے ہوتے ہیں، شرک سے بے زاری کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں، اپنے مولا کے انعامات اور توحید کا اقرار کر رہے ہوتے ہیں۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اب مکہ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ راتیں راستے میں بسر کی ہیں۔ شام کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے قریب آئے تو ذی طوی میں ٹھہر گئے۔ اب آپ نے رات اسی وادی میں گزاری۔ صبح ہوئی تو آپ نے فجر کی نماز ادا کی اور غسل فرمایا' چنانچہ اتوار کے روز ہجرت کے دسویں سال صبح کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کدا کی بلند گھاٹی کی جانب سے داخل ہوئے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا محبوب شہر:

مکہ وہ شہر ہے کہ جس کے بارے میں اللہ نے کہا:

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ ﴿٣﴾ (التین: ۳)

"اور اس امن والے شہر کی قسم!"

تو اب ہم اس شہر میں تھے کہ جسے امن والا کہہ کر اللہ نے اس کی قسم کھائی اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس شہر کے بارے میں فرمایا تھا:

"(اے مکہ!)" اللہ کی قسم! بلاشبہ تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کی زمین پر اللہ کو سب سے بڑھ کر محبوب ہے اور اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔" (احمد، ترمذی)

تو یہ ہے اللہ کا محبوب شہر، جسے اللہ نے "ام القریٰ" بستیوں کی ماں کہا...... آج ہم اس شہر میں صبح کے وقت داخل ہو رہے تھے۔

حجر اسود کی فضیلت اور سعی کی فرضیت:

اللہ کے رسول ﷺ مکہ شہر میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ میں تشریف لائے اور طواف کی ابتدا حجر اسود کو چھو کر کی۔ آپ ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا:

« اَلْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ كَانَ أَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ حَتّٰى سَوَّدَتْهُ خَطَايَا أَهْلِ الشِّرْكِ » (صححه الترمذى و ابن خزيمه و الألبانى)

"حجر اسود جنت سے آیا ہے۔ یہ برف سے بھی بڑھ کر سفید تھا حتیٰ کہ اسے شرک کرنے والوں کے گناہوں نے سیاہ کر دیا ہے۔"

اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ ویسے تو اولاد آدم کے دوسرے گناہوں کا بھی حجر اسود پر اثر پڑا مگر جو گناہ سب سے زیادہ اثر انداز ہوا وہ شرک ہے۔ کیونکہ یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے کے بارے میں اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے لیے مغفرت نہیں ہے۔ شرک کو تو اللہ تعالیٰ نے:

إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ (لقمان:۱۳)

بہت بڑا ظلم قرار دیا ہے۔

ظلم کا معنیٰ گھٹا ٹوپ اندھیرا بھی ہے۔ سیاہ اندھیری رات پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے تو شرک جو بہت بڑی سیاہی اور اندھیرا ہے، یقیناً اس نے حجر اسود کو سیاہ کر دیا ہے کیونکہ یہ بات اللہ کے رسول ﷺ نے بتلائی ہے...... تو اللہ تعالیٰ شرک سے محفوظ رکھے۔ رہ گئے باقی گناہ تو ان کے بارے میں بھی اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ترمذی، ابن حبان اور حاکم میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونے سے خطائیں مٹ جاتی ہیں۔''

اے حجاج کرام! جب قیامت کا دن ہوگا تو ترمذی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم میں حدیث رسول ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حجر اسود کو قیامت کے روز اٹھا کر کھڑا کرے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا۔ زبان ہوگی جس سے وہ بات کرے گا اور اس شخص پر گواہی دے گا جس نے اس کو حق کے ساتھ چوما۔''

یاد رہے!...... حق کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان، قرآن و سنت کا عقیدہ رکھ کر اسے چھوئے، اس سے نفع و نقصان کی امید نہ رکھے اور حق کا مطلب یہ بھی ہے کہ چومتے اور چھوتے ہوئے دوسروں کے حقوق کا بھی خیال کرے، کسی پر زیادتی نہ کرے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اے عمر! بلاشبہ تو ایک مضبوط آدمی ہے۔ لہٰذا کمزور کو تکلیف نہ پہنچانا اور جب تو حجر اسود کو چھونے کا ارادہ کرے تو اگر تیرے لیے جگہ خالی ہو تو اسے چھو لے وگرنہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس کے سامنے ہو جا اور اللہ اکبر کہہ لے۔"

(مسند احمد اور البانی نے قوی کہا) یعنی چھونے کی بجائے اشارہ کافی ہے ...... اللہ کے رسول ﷺ نے حجر اسود کو چھوا اور سات چکر لگا کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کی' اس سعی اور دوڑ کے بارے میں آپ ﷺ نے حکم دیا:

« اِسْعَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ » (مناسك حج للالبانی)

"سعی کرو کیونکہ اللہ نے تم پر سعی کو فرض کر دیا ہے۔"

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سعی پیدل کرنا افضل ہے مگر کسی سبب سے سوار ہو کر بھی کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ سعی کرنے لگے تو بہت رش ہو گیا' تب اللہ کے رسول ﷺ سوار ہو گئے۔ صحیح مسلم ہی کی حدیث ہے۔ حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں، میں نے مروہ کے پاس اللہ کے رسول ﷺ کو اونٹنی پر دیکھا اور لوگوں کا آپ کے گرد ہجوم تھا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں وہی (اللہ کے رسول ﷺ) تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ وہ لوگوں کو آپ کے قریب سے نہ دھکے دیتے تھے اور نہ دھکیلتے تھے۔

سبحان اللہ! یہ تھے عرب کے تاجدار امام الانبیا حضرت محمد ﷺ کہ جو لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے نہ کہ بادشاہوں اور حکام کی طرح کہ جب وہ آتے ہیں تو لوگوں کو دھکے دیے جاتے ہیں اور پروٹوکول کے نام سے عجیب و غریب حرکتیں کی جاتی ہیں۔

عمرہ اور حج اکٹھا کرنے کا حکم:

عرب میں عمرہ اور حج ملانے کا پہلے کوئی رواج نہ تھا۔ عمرہ الگ کیا جاتا تھا اور حج الگ۔ اب اللہ کے رسول ﷺ جب مدینہ سے چلے تو ذوالحلیفہ پر آپ ﷺ نے عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھا اور دونوں کے لیے لبیک کہا اور واضح طور پر فرمایا کہ:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''حج میں عمرہ ہے۔''

چنانچہ جب اللہ کے رسول ﷺ مکہ سے ۱۵ کلومیٹر پہلے مقام سرف پر آئے تو وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تم میں سے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ حج اور عمرہ کی اکٹھی نیت کی بجائے صرف عمرہ کی نیت کر لے اور جس کے پاس قربانی ہو وہ ایسا نہ کرے۔ (بخاری)

مومنوں کی ماں...... حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:

مقام ''سرف'' کہ جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ حکم ارشاد فرمایا تھا، اب یہاں امت کی ماں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ یہ قبر سڑک کے کنارے پر ایک چار دیواری میں ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا صلہ رحمی کرنے والی نیک دل اور عبادت گزار ماں تھیں۔ وہ جب بیوہ ہوئیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور اسی جگہ نکاح ہوا...... پھر اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ میں عمرہ ادا کیا پھر ارادہ فرمایا کہ مکہ میں ہی رخصتی ہو جائے مگر اہل مکہ نے قیام کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ مکہ سے نکلے اور اسی جگہ ''سرف'' میں آپ نے خیمہ لگایا پھر یہیں ام المومنین کی رخصتی ہوئی۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم جنہیں اس بات کا خدشہ رہتا تھا کہ ''کیوں کہ ہم نے ہجرت کی ہے تو اگر مکہ میں ہماری موت واقع ہو گئی تو کہیں ہماری ہجرت ضائع ہی نہ ہو جائے۔ کہ مکہ کو تو ہم نے اللہ کے دین کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہی خدشہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس خدشے کا اللہ کے رسول ﷺ سے اظہار کیا تو ''الاصابہ'' اور امام بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' میں اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان منقول ہے، آپ نے فرمایا: کہ تیری موت مکے میں واقع نہ ہو گی، اب جب ۵ ہجری کو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا پر مکہ میں، ۸۱ برس کی عمر میں، نزع کا عالم طاری ہوا تو ان کی جان نہ نکلتی تھی۔ انھیں یقین تھا کہ مکہ میں موت نہ آئے گی انہوں نے فرمایا کہ جلدی سے مجھے مکہ سے باہر لے جایا جائے۔ چنانچہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو مکہ سے باہر سرف کے مقام پہ لے جایا گیا اور جونہی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپ یہاں پہنچیں تو پہنچتے ہی آپ رضی اللہ عنہا اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔تو یہ ہے ہماری اس عظیم ماں کی قبر کہ جن کا نکاح بھی ''سرف'' میں ہوا، رخصتی ہو کر خیمہ بھی یہاں لگا اور پھر ٹھیک اسی جگہ جہاں خیمہ لگا تھا اسی جگہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر بن گئی۔

جی ہاں......تو یہ ہے سرف کا وہ مقام کہ جہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حج میں عمرہ کرنے کا حکم دیا یعنی جو اپنے ساتھ قربانی نہیں لے جا رہا اور اس نے مروجہ قاعدے کے مطابق حج کا احرام باندھا ہے تو وہ اس حج کے احرام کو عمرہ میں بدل لے......اس حج کو ''حج تمتع'' کہتے ہیں۔

حج کی اقسام

تمتع:

حج کی تین قسمیں ہیں: ''تمتع، قران اور افراد۔'' تمتع کا مطلب ہے: ''فائدہ اٹھانا'' یعنی حج کے ساتھ عمرہ سے بھی مستفید ہو جانا۔جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴿١٩٦﴾
(البقرة:١٩٦)

''پھر جو شخص حج تک عمرہ کا فائدہ بھی اٹھالے تو جسے میسر آئے قربانی کرے۔''

حج تمتع کرنے والا اپنے ساتھ قربانی لے کر نہ چلے، مکہ میں پہنچ کر عمرہ کرے، عمرہ کرنے کے بعد بال کتروائے اور احرام کھول ڈالے، پھر آٹھ ذوالحج کو حج کا احرام باندھ لے اور حج کے سارے امور سرانجام دے۔منیٰ میں قربانی بھی کر لے اور پھر بیت اللہ کا طواف کرے جسے طواف افاضہ بھی کہتے ہیں۔طواف کے بعد سعی بھی کرے۔

قران:

قران میں بھی حج کے ساتھ عمرہ کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔اس لحاظ سے یہ بھی تمتع ہے مگر فرق یہ ہے کہ قران میں حج کرنے والا قربانی کا جانور گھر سے لے کر چلتا ہے۔جیسا کہ اللہ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ قربانی کا جانور گھر سے لے کر چلے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر میں قربانی ساتھ نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا کہ میں نے تمہیں حکم دیا۔ لہٰذا اب جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے کوئی چیز جو احرام کی حالت میں حرام ہے۔ مجھ پر حلال نہیں ہو سکتی۔" (بخاری)

اب اللہ کے رسول ﷺ کا حج "حج قران" تھا۔ یعنی آپ ﷺ نے عمرہ کر کے نہ احرام کھولا اور نہ بال کتروائے بلکہ احرام باندھے رہے..... تو یہ ہے قران کا مطلب کہ ایک ہی احرام کے ساتھ عمرہ بھی کرنا اور حج بھی۔ یاد رہے قران کا معنی ہے ملا ہوا۔ تو اس سے عمرہ اور حج کا احرام مل جاتا ہے۔ پھر آٹھ ذوالحج کو حاجی حج کے امور سرانجام دینا شروع کر دیتا ہے......
اسی طرح منیٰ سے دس ذوالحج کو جب وہ طواف افاضہ کرنے آتا ہے تو اسے سعی کی ضرورت نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہوا تھا، انہوں نے ایک سعی کی یعنی قران میں بال بھی ایک بار منڈوائے، سعی بھی ایک ہی کی اور ایک ہی احرام کے ساتھ عمرہ اور حج کا فریضہ سرانجام دیا تو اسے حج قران کہتے ہیں۔

افراد:

باہر سے آنے والے حاجی تو تینوں قسم کا حج کر سکتے ہیں مگر جو مکہ کے رہنے والے لوگ ہیں، حدود حرم کے باشندے ہیں، وہ تو سارا سال ہی عمرے کرتے ہیں، اس لیے انہیں قران اور تمتع کی ضرورت نہیں لہٰذا وہ حج افراد ہی کرتے ہیں یعنی اکیلا حج کہ جس کے ساتھ عمرہ نہیں ملایا جاتا۔ یاد رہے عمرہ اور "حج افراد" میں قربانی ضروری نہیں البتہ تمتع اور قران کرنے والے کے لیے قربانی لازم ہے۔

جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو:

جو شخص قربانی کا جانور نہ پائے تو اس کے لیے اللہ نے یہ سہولت رکھی ہے، فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرة:۱۹۶)

"پھر جو شخص قربانی نہ پائے تو وہ دوران حج تین دن کے روزے رکھ لے اور سات اس وقت جب تم واپس چلے جاؤ یہ دس پورے ہیں۔ یہ سہولت اس کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔"

یعنی جو لوگ مسجد حرام کے قرب و جوار میں نہیں رہتے حدود حرم کے اندر نہیں رہتے تو اگر وہ کسی وجہ سے قربانی کا جانور نہیں پاتے تو اب یوں کریں کہ دوران حج یعنی ذی الحجہ کے پہلے آٹھ دنوں میں تین روزے رکھ لیں اور سات واپس گھر جا کر رکھ لیں تو یہ روزے قربانی کا بدل ہو جائیں گے۔ (ان شاءاللہ)

بال کتروانا پھر منڈوانا:

اللہ کے رسول ﷺ عمرہ اور حج کا ارادہ کر کے قربانی ساتھ لائے تھے۔ چنانچہ آپ نے عمرے کے بعد نہ احرام کھولا نہ بال منڈوائے۔ آپ نے حج کرنے کے بعد جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد ہی بال منڈوائے اور احرام کھولا...... جبکہ جن لوگوں کے ہمراہ قربانیاں نہ تھیں تو صحیح مسلم میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر انہوں نے عمرہ کیا، احرام کھولا اور بال کتروائے ...... اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس نے عمرہ اور پھر حج بھی کرنا ہے تو وہ عمرے کے بعد بال کتروا لے اور حج کے بعد منڈوا لے کیونکہ عمرے کے بعد اگر اس نے استرا پھرا لیا تو پھر حج کے بعد اس کے سر پر بال ہی نہ ہوں گے۔ تب کیا کرے گا؟ بس ویسے ہی گنج پر استرا پھروانا پڑے گا۔ تو تمتع کرنے والے کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ عمرہ کر کے بال کتروائے اور حج کے بعد منڈوائے۔ یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہے کہ احرام باندھنے کے بعد بیماری یا کسی وجہ سے دس ذوالحج کو منیٰ کے میدان سے قبل سر کے بال کٹوانے یا منڈوانے پڑ جائیں تو اس کے لیے اللہ کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمان یہ ہے:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴿١٩٦﴾

(البقرة:١٩٦)

''اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے، اپنے سر نہ منڈواو پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں تکلیف ہو جائے تو روزے، صدقہ یا قربانی کا فدیہ دے۔''

صحیح مسلم میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے راستے میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو سر میں تکلیف کی صورت میں حکم دیا:

''سر منڈوا دو...... تین دن روزے رکھو! یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا ایک قربانی کرو۔''

یعنی ان تینوں میں سے ایک کام کرنا ہے۔

وضاحت:

قارئین کرام! پہلے آپ نے ''عمرہ'' کے عنوان سے مضمون ملاحظہ کیا۔ میں نے حتی المقدور کوشش کی کہ سنت کے مطابق عمرہ کا طریقہ پیش خدمت کر دیا جائے ...... اس کے بعد حج کا عنوان شروع کیا تو چونکہ تمتع یا قران میں پہلے عمرہ ہی کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں ہم نے عمرہ کے بارے میں اور دیگر اہم مقامات کے بارے میں جو احکامات اور فضائل تھے اور وہ پہلے احاطہ تحریر میں نہیں آئے تھے، یہاں پیش خدمت کر دیے ہیں...... اور اب حج کا سفر شروع ہوتا ہے۔

منیٰ کی طرف روانگی:

آٹھ ذی الحجہ کو ''یوم الترویہ'' بھی کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے۔ ''سیراب ہونے کا دن'' یعنی عرب لوگ حج کی طرف جاتے ہوئے اپنے اونٹوں کو خوب پانی پلا لیتے تھے تاکہ حج کے دنوں میں اونٹوں کو پانی پلانے سے فارغ ہو جائیں اور اونٹ ایسا صحرائی جانور ہے کہ جس میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت رکھی ہے کہ وہ پانی کو اپنے اندر ذخیرہ کر لیتا ہے اور ضرورت کے وقت استعمال میں لاتا رہتا ہے...... صحرا کہ جہاں پانی جلد نہیں ملتا اور لمبے لمبے سفروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اللہ نے ان حالات کے مطابق یہ جانور پیدا فرمایا ہے۔

آج کل تو گاڑیاں ہیں لہٰذا جو لوگ گاڑیوں پر جاتے ہیں انہیں گاڑیاں درست کرا لینی چاہئیں اور ان کی ٹینکیاں تیل سے بھروا لینی چاہئیں تا کہ وہ سواری کو درست کروانے پر وقت لگانے کی بجائے حج کے قیمتی اوقات میں اپنے لمحات...... اپنے رب کو منانے میں صرف کر سکیں۔

مکہ میں رہنے والے آج اپنے گھروں سے احرام باندھیں گے۔ جو دوسرے لوگ ہیں جہاں انہوں نے قیام کیا ہے وہ وہیں سے احرام باندھیں گے۔ جو لوگ کسی کام کی غرض سے مکہ میں گئے اور اب حج کا دن آ گیا تو وہ بھی مکہ میں اپنی قیام گاہ ہی سے احرام باندھ لیں...... اللہ کے رسول ﷺ تو قارن تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا تھا۔ آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے تھے۔ آٹھ تاریخ کو اللہ کے رسول ﷺ منیٰ کی طرف چلے۔

منیٰ میں قیام:

اللہ کے رسول ﷺ آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ پہنچے تو ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں منیٰ میں پڑھیں۔ رات کا قیام بھی منیٰ میں کیا اور پھر نو ذوالحج کو صبح کی نماز بھی یہیں ادا کی۔ یوں پانچ نمازیں اللہ کے رسول ﷺ نے منیٰ میں ادا کیں اور قصر کر کے ادا کیں۔ مکہ والوں نے بھی آپ کے ساتھ نمازیں قصر کیں۔ اس جگہ پر اب ایک مسجد موجود ہے، جسے مسجد الخیف کہا جاتا ہے۔

عرفہ کی طرف روانگی:

نو ذوالحج کو جب سورج طلوع ہو جائے تو عرفہ کی طرف روانہ ہو جایئے۔ طلوع آفتاب کے بعد اللہ کے رسول ﷺ عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ روانہ ہوئے تو صحیح بخاری میں ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم میں سے کوئی لبیک پکارتا تھا اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی اس پر اعتراض نہ کرتا تھا اور کوئی ہم میں سے تکبیر کہتا تھا تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاجی کو اختیار ہے چاہے لبیک پکارے اور چاہے تو تکبیر کہتا رہے......

اسی طرح صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا کہ نمرہ میں آپ ﷺ کے لیے خیمہ نصب کیا جائے۔ چنانچہ بالوں کا بنا ہوا خیمہ نصب کر دیا گیا۔ آج کل اس جگہ پر انتہائی عالیشان مسجد ہے، جسے مسجد نمرہ کہا جاتا ہے۔ اس جگہ کا جو اگلا حصہ ہے، وہ عرفات سے باہر وادی عرنہ میں ہے اور جو پچھلا وسیع حصہ ہے وہ عرفات میں ہے ان دو حصوں کو واضح کرنے کے لیے مسجد کے اندر بڑے بڑے بورڈ لگائے گئے ہیں جن پر لکھا ہے کہ یہاں سے میدان عرفات شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ جو آدمی میدان عرفات میں داخل نہیں ہوتا اس کا حج نہیں ہے۔ اس لیے خطبہ کے دوران وادی عرنہ میں بیٹھنا بہتر ہے اور جونہی دونوں نمازوں سے فراغت ہو تو فوراً میدان عرفات میں چلے جانا چاہیے۔ بعض لوگ لاکھوں روپے صرف کر کے حج کو جاتے ہیں اور عرفات کے میدان میں بیٹھنے کی بجائے اس میدان سے باہر پلوں کے نیچے اور درختوں کے سائے میں دن گزار لیتے ہیں حالانکہ میدان عرفات میں داخلہ حج کا رکن ہے۔

نمرہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے لیے خیمہ لگایا گیا آپ ﷺ نے یہاں آرام فرمایا حتی کہ سورج ڈھل گیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ سورج ڈھلنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ قصوا اونٹنی پر بیٹھے اور وادی کے بطن (یعنی درمیان) میں پہنچے۔

آخری خطبہ:

''عرنہ'' وہ جگہ ہے جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اب یہ جگہ مسجد نمرہ کے اندر ہی واقع ہے۔ آج بھی امام صاحب یہیں حج کا خطبہ دیتے ہیں۔ بڑا عجب منظر تھا جب ایک لاکھ چوالیس ہزار کے قریب مسلمان یہاں جمع تھے اور اللہ کے رسول ﷺ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما، خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! میری بات سن لو، کیونکہ میں نہیں جانتا شاید اس سال کے بعد اس مقام پر تم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے کبھی ملاقات کر سکوں۔ جس طرح آج کا دن، موجودہ مہینا اور اس شہر کی تمہارے ہاں حرمت ہے۔ اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہے۔ سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے ان پاؤں تلے ہے۔ جاہلیت کے خون بھی ختم کر دیے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم کر رہا ہوں، وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے۔ (یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا کہ انھی ایام میں قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا) جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود معاف کرتا ہوں، جو عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے اب یہ سارے کا سارا سود ختم ہے۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو! کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ کے کلمہ کے ذریعہ حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں گوارا نہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ایسا مارو جس سے انہیں سخت چوٹ نہ لگے۔ تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں اچھے طریقے سے کھلاؤ، پہناؤ اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا، اپنے رب کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور تم سے میرے بارے میں پوچھا جانے والا ہے۔ تم لوگ کیا کہو گے؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا...... ہم گواہی دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا۔"

نزول وحی:

اللہ کے رسول ﷺ جب خطبہ حج دے چکے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ (المائدہ:۳)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔"

قارئین کرام! یہ ہے وہ وحی جو اللہ کے رسول ﷺ پر آخری حج کے موقع پر نازل ہوئی۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے۔ یہودیوں میں سے ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے کہ اگر ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کونسی آیت؟ تو یہودی نے مندرجہ بالا آیت کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس دن کو اچھی طرح جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی اور اس جگہ کو بھی جہاں یہ نازل ہوئی ...... یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ کے رسول ﷺ جمعہ کے دن عرفہ میں تھے۔

ظہر اور عصر کی اکٹھی نمازیں:

اب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی پھر اقامت کہی اور اللہ کے رسول ﷺ نے ظہر کی دو رکعت قصر نماز پڑھائی، اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز دو رکعت قصر پڑھائی ان دو نمازوں کی دو دو قصر رکعتوں کے علاوہ اللہ کے رسول ﷺ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی دوسری نماز نہ پہلے پڑھی اور نہ بعد میں۔

عرفہ میں وقوف:

نمازوں کی ادائیگی کے بعد اللہ کے رسول ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور ''موقف'' پر آئے جس کا معنی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ یہ جگہ جبل رحمت کے دامن میں ہے۔ یہاں بڑے بڑے پتھر اور چٹانیں ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے: ''اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی اونٹنی کا پیٹ چٹانوں کی جانب کر دیا اور ''جبل مشاۃ'' یعنی پیدل چلنے والوں کی راہ میں واقع تودے کو اپنے سامنے کر لیا، رخ انور قبلہ کی جانب کر لیا...... اور وقوف شروع کر دیا۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ کھڑے رہے۔

عرفہ میں جبل رحمت کے پاس اگر یہ جگہ نہ مل سکے تو عرفہ کا سارا میدان ہی وقوف کی جگہ ہے۔ بعض لوگ جبل رحمت پر چڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وقوف کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس پہاڑ پر چڑھ کر وقوف نہیں کیا...... ہاں البتہ ویسے کوئی چڑھنا چاہتا ہے تو الگ بات ہے۔

صحیح مسلم میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں غروب آفتاب تک وقوف فرمایا ہے۔ وقوف کا یہ وقت بڑا قیمتی ہے۔ جبل رحمت کے قریب عرفہ کے میدان میں اللہ کی رحمت کی بارشوں کے نزول کا وقت ہے۔ لہٰذا اللہ کے حضور ہاتھ پھیلا دیجیے اور اپنے مولا سے جو مانگنا چاہتے ہو مانگیے، یہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے...... دعا کونسی مانگنی چاہیے؟ آیئے! آپ کو وہ دعا بتلائیں جسے اللہ کے رسول ﷺ نے بہترین دعا کہا ہے۔

عرفہ کے دن کی دعا:

سنن ترمذی کی حدیث ہے، جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہتر دعا وہ ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کی (اور وہ یہ ہے):

« لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ » .

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

عرفہ کے دن اللہ کے رسول ﷺ نے روزہ نہیں رکھا، صحیح بخاری میں ہے ام فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے دودھ کا ایک پیالہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بھیجا آپ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار تھے، آپ ﷺ نے اسے پی لیا۔

عرفہ کے دن کی فضیلت:

میدان عرفہ میں خطبہ سننا پھر ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کرنا، پھر وقوف کرنا...... یہ سارے مناظر اللہ کو بڑے محبوب ہیں۔ دنیا بھر سے مسلمان اس میدان میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ موقع قیامت کے دن کا منظر بھی یاد دلاتا ہے...... اس قدر بڑا ازدحام اور پھر خشک پہاڑوں کے درمیان پتھریلی وادی میں جب گرمی بھی زوروں پر ہو تو قیامت کے دن کی ہولناکیاں دلوں کو پگھلا کر رکھ دیتی ہیں..... لہٰذا آخرت کو نہ بھولیے اور اپنے مولا سے گناہوں کی معافیاں مانگیے۔ حکومت سعودی عرب نے حجاج کی آسانی کے لیے عرفہ کے میدان میں نیم کے درخت لگا دیے ہیں اور بے شمار فوارے نصب کر دیے ہیں جو پانی کی پھوار حجاج پر پھینکتے ہیں۔ اب عرفہ میں اللہ کی پھوار ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''کوئی دن ایسا نہیں کہ جس دن میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے بڑھ کر بندوں کو آگ سے آزاد کرتے ہوں۔ اس روز بلاشبہ اللہ تعالیٰ (اپنے بندوں کے) قریب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں پھر وہ فرشتوں میں ان (حجاج) کے ساتھ فخر کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟''

لامحالہ یہ لوگ اللہ کے حضور جہنم سے آزادی چاہتے ہیں اور جنت چاہتے ہیں۔ تو اللہ آج ان لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اور جنت کے سرٹیفکیٹ بانٹتے ہیں۔ اب ہر حاجی کو سوچنا چاہیے کیا اس نے اپنے آپ کو اس کا اہل بنالیا ہے؟ کیا اس نے اپنے دل کی زمین کو اس قدر نرم اور ہموار کرلیا ہے؟ کہ جبل رحمت کے پڑوس، عرفہ کے میدان میں اللہ کی رحمت برسے تو دل کی کھیتی سے توحید و سنت کے پھول کھل اٹھیں۔ مسند احمد کی حدیث جسے علامہ البانی نے صحیح کہا ہے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ عرفات والوں کے ساتھ، آسمان والوں میں فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ''دیکھو! میرے بندوں کی طرف! میرے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ان کے بال پراگندہ ہیں اور جسم خاک آلود ہیں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو وہ موقع یاد کرارہے ہیں جب انہوں نے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا تو آج اللہ انہیں باور کرارہے ہیں کہ دیکھو! یہ منظر جو میرے بندوں نے پیش کیا ہے۔ بھلا تم یہ منظر دکھا سکتے ہو؟

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ منیٰ سے عرفہ میں آئے، یہ سارے مناظر ہم نے ملاحظہ کیے۔ اب عرفہ سے پھر منیٰ کی جانب واپس لوٹنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کس طریقے سے واپس لوٹے تھے؟ آیئے ملاحظہ کرتے ہیں:

مزدلفہ کی جانب:

صحیح مسلم میں ہے:

''اللہ کے رسول ﷺ عرفہ میں وقوف کیے رہے حتی کہ سورج غروب ہوگیا۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جب سورج غروب ہوگیا تو صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور چل دیے۔ جب آپ ﷺ چلے تو اپنے پیچھے بہت شور وغل اور اونٹوں کو مارنے پیٹنے کی آواز سنی۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنے کوڑے سے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

''لوگو! آہستگی کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اونٹوں اور گھوڑوں کو دوڑانا کوئی ثواب کا کام نہیں ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے حجاج کو تعلیم دی کہ سکون اور وقار سے چلو۔ جلد بازی کی ضرورت نہیں اور ویسے بھی جلد بازی میں نقصان ہوسکتا ہے۔ چنانچہ آج گاڑیاں ہیں تو گاڑیوں کو آہستگی سے وقار کے ساتھ چلانا چاہیے۔

اللہ کے رسول ﷺ سکون و وقار سے چلتے رہے۔ جب آپ ﷺ کسی ریت کے تودے پر سے گزرتے تو اونٹنی کی لگام ڈھیلی کردیتے تاکہ اونٹنی اس پر چڑھ جائے۔ صحیح بخاری میں ہے اس دوران اللہ کے رسول ﷺ راستے میں اترے۔ حاجت ضروریہ سے فارغ ہوئے اور ہلکا وضو کیا پھر چل پڑے اور مزدلفہ تشریف لے آئے۔

مزدلفہ میں:

صحیح بخاری میں ہے۔ آپ ﷺ مزدلفہ تشریف لائے تو اچھی طرح وضو کیا...... پھر اذان ہوئی اور بخاری ومسلم میں ہے کہ تکبیر کہی گئی اور آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی اس کے بعد تکبیر کہی گئی اور آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کی دو رکعت (قصر) پڑھائی۔ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتوں کے علاوہ آپ ﷺ نے کوئی ایک رکعت بھی نہیں پڑھی۔ صحیح بخاری میں ہے اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے رات کا کھانا منگوایا، تناول فرمایا اور سو گئے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کمزوروں، عورتوں اور بچوں کے لیے سہولت:

مزدلفہ میں رات قیام کر کے صبح کی نماز ادا کر کے منیٰ کی طرف جانا ہوتا ہے مگر اللہ کے رسول ﷺ نے کمزوروں، بچوں اور عورتوں کو اجازت دی کہ وہ بے شک رات ہی کو روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ سے مزدلفہ کی رات اجازت مانگی کہ وہ آپ ﷺ کے جانے سے قبل منیٰ کو لوٹ جائیں اور لوگوں کے رش سے پہلے نکل جائیں ان کا جسم ذرا بھاری تھا۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ روانہ ہو گئیں۔ صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''میں نے خواہش کی کہ میں بھی اجازت لے لیتی اور صبح کی نماز منیٰ میں پڑھتی اور لوگوں کے آنے سے پہلے کنکریاں مار لیتی۔''

صحیح بخاری میں ہے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے گھر والوں کو آگے روانہ کر دیتے اور کہتے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کو اجازت دی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی مشعر الحرام کی جانب روانگی:

مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے جسے ''مشعر الحرام'' کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ ۝١٩٨

(البقرۃ:۱۹۸)

''پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔''

اللہ کے رسول ﷺ مزدلفہ میں ٹھہرے۔ رات آپ ﷺ لیٹ گئے اور صحیح بخاری میں ہے کہ صبح کی نماز آپ ﷺ نے قدرے جلدی یعنی صبح صادق ہوتے ہی پڑھ لی۔ نماز پڑھنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ آپ ﷺ مشعر حرام پر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائے۔قبلہ کی طرف اپنا رخ کیا۔ اللہ اکبر! کہا۔ لا الہ الا اللہ کہا، اللہ کی توحید بیان کی اور یہاں وقوف فرمایا یعنی ٹھہرے رہے۔ یاد رہے مزدلفہ کا سارا میدان ہی وقوف کی جگہ ہے۔ جب روشنی کافی پھیل گئی تو سورج طلوع ہونے سے قبل اللہ کے رسول ﷺ یہاں سے چل دیے۔اب کے بار آپ ﷺ نے اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بٹھایا۔

وادی محسر:

مزدلفہ جہاں ختم ہوتا ہے اور منیٰ کی حد جہاں تمام ہوتی ہے اس درمیانی وادی کا نام محسر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ مزدلفہ سے چلے اور جب یہاں وادی محسر سے گزرنے لگے تو صحیح مسلم میں ہے آپ ﷺ نے اونٹنی کو ذرا تیز چلایا۔ یاد رہے یہ ''وادی محسر'' وہی جگہ ہے جہاں ابرہہ جو یمن کا بادشاہ تھا، ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا تھا تاکہ بیت اللہ کو منہدم کر دے تو اللہ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں سے اس کے لاؤ لشکر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ سورۃ فیل میں اللہ نے اس بربادی کا تذکرہ کیا ہے۔ تو یہ جو عذاب والی جگہ ہے اللہ کے رسول ﷺ یہاں سے قدرے تیز رفتاری سے گزر گئے۔ وادی محسر سے گزرنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے وہ درمیانی راستہ اختیار کیا جو جمرہ کبریٰ پر جا نکلتا ہے۔

جمرات کو کنکریاں مارنا:

منیٰ کے میدان میں تین جمرات ہیں۔ یعنی یہ وہ تین جگہیں یا ستون ہیں جنہیں اب کنکر مارنے ہیں آج ذی الحجہ کی دس تاریخ ہے۔ چنانچہ آج طلوع آفتاب کے بعد تینوں کو نہیں صرف ایک جمرے یعنی جمرہ عقبہ کو کنکر مارے جائیں گے۔ صحیح مسلم میں ہے، اللہ کے رسول ﷺ اس جمرہ کے پاس آئے۔ پھر اسے سات کنکر مارے اور ہر کنکر پر آپ اللہ اکبر کہتے تھے یہ کنکر جسامت میں اتنے ہوتے ہیں کہ انہیں چٹکی سے مارا جاتا ہے............ یاد رہے کنکر چنے کے دانے کے برابر یا تھوڑا سا بڑا ہونا چاہیے اور یہ کنکر جہاں سے بھی مل جائیں اٹھا لینے چاہئیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مزدلفہ سے اٹھا کر چلنا ضروری نہیں اور جو کنکر جمرے کے پاس پڑے ہوں، انہیں مارنے میں بھی کوئی حرج نہیں کیوں کہ یہ بات کہیں بھی نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جمرات کے پاس سے کنکرا اٹھانے سے منع کیا ہو تو جب منع کی بھی کوئی دلیل نہیں اور کہاں سے اٹھانے چاہییں؟ اس جگہ کی بھی تخصیص نہیں تو پھر جہاں سے مل جائیں، بے شک وہی کنکر مل جائیں جن سے رمی ہو چکی ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں' نہ اس کی کہیں ممانعت ہے۔ اسی طرح بعض لوگ جوتے مارنا شروع کر دیتے ہیں تو یہ جہالت ہے۔ سنت یہ ہے کہ کنکر ہی مارے جائیں اور انہیں ایک ایک کر کے مارا جائے جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے مارا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''جمرہ کی کنکریاں بھی طاق ہیں' کعبہ کا طواف بھی طاق ہے اور سعی بھی طاق ہے۔''

یعنی یہ سارے کام سات سات بار طاق عدد ہی میں ادا کیے جاتے ہیں۔ جمرہ عقبہ کو کنکر مار لینے کے بعد اب حاجی قربانی کر لے اور سر منڈوائے اور پھر احرام اتار کر کپڑے پہن لے۔ اس کے لیے اب سوائے بیوی کے ساتھ مباشرت کے وہ سب کچھ جائز ہے جو احرام کی صورت میں اس کے لیے ناجائز تھا۔ ویسے حاجی اگر صرف کنکر مارنے کے بعد احرام کھول دے تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

منیٰ میں خطبہ:

آج یوم النحر ہے! ذی الحجہ کی دس تاریخ ہے۔ آج کے روز جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے چاشت کے وقت خطبہ دیا۔ صحیح بخاری میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''زمانہ گھوم پھر کر اپنی اسی دن کی ہیئت پر پہنچ گیا ہے جس دن اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہے۔ جن میں سے چار مہینے حرام کے ہیں۔ اور وہ پے در پے یعنی ذی القعدہ' ذی الحجہ اور محرم اور ایک رجب جو جمادی الاخریٰ اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شعبان کے درمیان ہے۔''

''لوگو! یہ کون سا مہینا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ اس پر آپ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے کہا: ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔''

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا یہ شہر (مکہ) نہیں ہے؟''

ہم نے کہا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

''اچھا تو یہ دن کون سا ہے؟''

ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے سمجھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟''

ہم نے کہا: ''کیوں نہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تو سنو! تمہارا خون' تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے اور تم لوگ بہت جلد اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا لہٰذا دیکھو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ بتلاؤ! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

''اے اللہ گواہ رہنا.......... جو شخص یہاں موجود ہے وہ اس تک جو موجود نہیں یہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پیغام پہنچا دے کیوں کہ بعض وہ لوگ کہ جن تک (یہ باتیں) پہنچائی جائیں گی وہ کئی ان لوگوں سے زیادہ ان باتوں کے دروبست کو سمجھ سکیں گے۔"

ترمذی میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"یاد رکھو! کوئی بھی جرم کرنے والا اپنے سوا جرم نہیں کرتا (یعنی اس جرم کے بدلے میں کوئی اور نہیں بلکہ خود مجرم ہی پکڑا جائے گا) یاد رکھو! کوئی جرم کرنے والا اپنے بیٹے پر یا کوئی بیٹا اپنے باپ پر جرم نہیں کرتا۔ یاد رکھو! شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ اب تمہارے اس شہر میں کبھی بھی اس کی پوجا کی جائے۔ لیکن اپنے جن اعمال کو تم لوگ حقیر سمجھتے ہو۔ ان میں اس کی اطاعت کی جائے گی اور وہ اسی پر راضی ہوگا۔"

ضروری بات:

اس بات سے بھی خبردار ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایسے ہی آپ ﷺ مدینہ میں نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ چنانچہ جو لوگ منیٰ میں عید ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے خلفا نے منیٰ میں کبھی بھی عید کی نماز ادا نہیں کی۔

قربانی:

کنکر مارنے کے بعد صحیح مسلم میں ہے اللہ کے رسول ﷺ قربان گاہ پر آئے اور ۶۳ اونٹ اپنے ہاتھ سے قربان کیے۔ باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کے لیے کہا.......... یوں ایک سو اونٹ اس روز ذبح کیے..... صحیح مسلم میں ہے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا لیا گیا۔ اسے پکایا گیا۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے کھایا اور شوربہ پیا۔ سنت یہی ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کیا جائے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود ذبح کیا۔ ذبح کرتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقت جانور کا رخ قبلہ کی جانب کر لینا چاہیے۔ جانور کو بائیں جانب سے لٹایا جائے اور اپنا دایاں پاؤں اس کے دائیں پہلو پر رکھا جائے۔ یاد رہے اونٹ کو کھڑا کر کے پاؤں باندھ کر نحر کرنا سنت ہے۔ کھڑے اونٹ کی گردن پر نیزہ مارنے کو نحر کہتے ہیں۔

اسی طرح صحیح بخاری میں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اونٹوں کی سب چیزیں ان کا گوشت، کھال اور جھول بانٹ دیں اور قصائی کو اجرت میں کچھ نہ دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصائی کو اپنے پاس سے اجرت دینی چاہیے۔ ذبح یا نحر کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔ ابوداؤد میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں۔

« اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مِنْكَ وَ لَكَ»

"اے اللہ! یہ تیری جانب سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے۔"

صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں « اَللّٰهُ تَقَبَّلْ مِنِّی » "اے اللہ! میری طرف سے قبول کر لے۔"

تو تکبیر کے ساتھ دونوں دعائیہ جملے بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ یاد رہے! گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور جانور کو منیٰ میں ذبح کرنا ضروری نہیں۔ جیسا کہ علامہ ناصر الدین البانی نے "مناسک الحج والعمرۃ" میں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث بیان کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے یہاں قربانی کی اور منیٰ سارا ہی قربان گاہ ہے اور مکے کی ہر گھاٹی اور راستہ قربان گاہ ہے۔ لہٰذا اپنے گھروں میں بھی قربانی کر لو۔"

یاد رہے ضرورت کے وقت قربانی کے اونٹ پر سواری بھی کی جا سکتی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ:

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو اونٹ ہانک کر لے جا رہا تھا آپ ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' --- کہنے لگا: ''یہ قربانی کا جانور ہے۔'' --- آپ ﷺ
نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' --- کہنے لگا: ''یہ قربانی کا جانور ہے۔'' --- آپ ﷺ
نے پھر فرمایا: ''سوار ہو جا۔'' --- وہ کہنے لگا: ''یہ قربانی کا جانور ہے۔'' --- آپ ﷺ
نے تین بار اسے کہا: ''سوار ہو جا۔''

معلوم ہوتا ہے تین بار کہنے کے بعد وہ سوار ہوا۔ کیوں کہ اس کے لیے یہ بات باعث تعجب تھی کہ وہ قربانی کے مقدس جانور پر کیسے سوار ہو جائے؟

سر منڈوانا:

قربانی کرنے کے بعد صحیح مسلم میں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حجام سے کہا: لو اور دائیں طرف اشارہ کیا اور پھر بائیں جانب۔ یعنی حجام نے اللہ کے رسول ﷺ کا سر مونڈا، پہلے دائیں طرف سے اور پھر بائیں طرف سے......... سر منڈوانا افضل ہے کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین بار رحمت کی دعا کی اور چوتھی بار کہا۔ اللہ کتروانے والوں پر بھی رحمت فرما......... مرد جس قدر چاہیں کتروائیں اور جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے وہ اپنے سر کی لٹوں کو آخر سے تھوڑا سا کتروالیں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''عورتوں پر منڈوانا نہیں صرف کتروانا ہے۔'' (صحیح ابو داؤد)

طواف افاضہ:

''افاضہ'' کا معنی ''لوٹنا'' ہے یعنی حج کے امور سرانجام دے کر اب پھر بیت اللہ کی جانب جانا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے اللہ کے رسول ﷺ سوار ہوئے۔ بیت اللہ کی طرف آئے اور طواف افاضہ کیا۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نے طواف قدوم کی طرح نہ تو کندھا ننگا کیا اور نہ رمل ہی کیا بلکہ معمول کے مطابق سات چکر پورے کیے اس کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی...... آپ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کی۔ کیوں کہ آپ ﷺ قارن

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تھے تو قارن اور مفرد کو پہلی سعی ہی کافی ہے۔ طواف افاضہ کے بعد اب حج کرنے والے پر اس کی بیوی بھی جائز ہوگی۔

یاد رہے دس ذی الحجہ کو چار امور بہر حال سرانجام دینے ہوتے ہیں۔ جمرات کی رمی کرنا، پھر قربانی کرنا، پھر سر منڈوانا اور پھر طواف افاضہ کرنا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی ترتیب سے یہ سارے کام سرانجام دیے ہیں اور اگر کوئی شخص باقی امور تو سرانجام دے لے مگر شام سے پہلے پہلے طواف افاضہ نہ کرے تو اسے دوبارہ عام کپڑے اتار کر احرام پہننا ہوگا اور وہ اسی طرح ہو جائے گا جس طرح وہ مزدلفہ سے منیٰ کو لوٹا تھا اور جمرہ عقبہ کی رمی سے پہلے تھا۔ ابوداؤد کی صحیح حدیث ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”بلاشبہ اس روز (دس ذوالحج) کو تمہیں رخصت دی گئی ہے کہ جب تم جمرہ عقبہ کو کنکر مارلو تو عورتوں کے سوا جو چیزیں تم پر حرام تھیں وہ حلال ہوگئیں۔ پھر اس گھر کا طواف کرنے سے پہلے ہی تمہیں شام پڑگئی تو تم اپنی اس احرام کی حالت پر لوٹ آئے جو رمی جمرہ سے پہلے تھی اور یہ حالت طواف کرنے تک رہے گی۔“

یاد رہے اس روایت کی سند میں اگرچہ کچھ کلام ہے مگر اسی حدیث کی ایک سند علامہ طحاوی کی شرح ”معانی الآثار“ میں ہے جس میں کوئی کلام نہیں اور علامہ ناصر الدین البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

زم زم:

تمتع کرنے والا تو صفا اور مروہ کے درمیان سعی بھی کرے گا پھر زم زم پیے گا مگر قارن کے لیے سعی کی ضرورت نہیں اور اللہ کے رسول ﷺ چونکہ قارن تھے اس لیے آپ طواف افاضہ کر کے سیدھے زم زم کے کنویں کے پاس آئے۔ اس وقت کنواں تھا اور آج کل یہاں ٹیوب ویل نصب ہے۔ یہاں اللہ کے رسول ﷺ نے پانی پیا۔

صحیح بخاری میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''اگر مجھ کو ڈر نہ ہوتا (کہ میرے کرنے سے سب ایسا کریں گے) تو میں اونٹ سے اترتا اور اپنے کاندھے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس پر رسی ڈالتا۔''

سبحان اللہ!...... اللہ کے رسول ﷺ کی تواضع ملاحظہ ہو۔ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ دل میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ زم زم کے کنویں کی رسی اپنے کاندھے پر رکھوں اور ڈول کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلاؤں مگر محض اس وجہ سے ایسا نہ کیا کہ پھر سب لوگ ایسا کریں گے اور کرنے والوں کے لیے بھی مسئلہ بنے گا اور جن کے ذمہ (سقایہ) یعنی پانی پلانے کی ذمہ داری ہے انہیں بھی تکلیف ہو گی۔

منیٰ میں تین راتیں اور جمرات کو کنکر مارنا:

طواف افاضہ کر کے اب پھر اللہ کے رسول ﷺ منیٰ کی طرف لوٹ گئے۔ ایام تشریق گیارہ، بارہ، اور تیرہ کی راتوں کو منیٰ میں ٹھہرنا ضروری ہے۔ ان دنوں میں ہر روز زوال کے بعد ہر جمرہ کو کنکر مارنا ضروری ہیں۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مارے۔ صحیح بخاری میں ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے جمرہ اولیٰ کو سات کنکریاں ماریں۔ ہر ایک پر اللہ اکبر! کہا پھر آگے بڑھ گئے اور قبلے کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دیر تک دعا کی .... پھر آپ ﷺ جمرہ وسطیٰ پر آئے اور اسی طرح سات کنکریاں ماریں اور ہر ایک پر ''اللہ اکبر'' کہا پھر اللہ کے رسول ﷺ نالے کے بائیں طرف اتر گئے اور قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھائے دعا مانگتے کھڑے رہے پھر جمرہ عقبہ پر آئے، وہاں بھی سات کنکریاں ماریں ہر کنکر پر اللہ اکبر کہا مگر یہاں دعا نہیں مانگی۔

اسی طرح جمرہ کو کنکر مارنے کے بعد وہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔ یاد رہے یہ رمی گیارہ، بارہ، اور تیرہ تاریخ کو زوال کے بعد ہے اور جو شخص گیارہ اور بارہ کو رمی کر کے لوٹ آئے اور وہاں رات نہ گزارے تو اس کے لیے بھی جائز ہے۔ البتہ منیٰ میں راتیں گزارنا ضروری ہیں مگر معذور کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیے اجازت ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لی کہ وہ مکہ ہی میں راتیں گزاریں گے۔ چنانچہ حاجیوں کو زم زم پلانے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی۔ اسی طرح علامہ البانی نے اصحاب سنن کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے چرواہوں کو رات منیٰ میں گزارنے سے رخصت دے دی ہے۔ بزار اور بیہقی میں یہ سہولت بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چرواہا چاہے تو رات کو رمی کر لے اور چاہے تو دن کو رمی کر لے۔ اسی طرح ''ابن ماجہ'' میں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے ہم نے بچوں کی طرف سے لبیک بھی کہا اور ان کی طرف سے کنکریاں بھی ماریں۔

کوئی حرج نہیں:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تھے، لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے مسائل پوچھنے شروع کیے۔ صحیح بخاری میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: میں نے رمی سے پہلے طواف زیارت کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' پھر کہا: ''میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوالیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بات نہیں۔'' پھر کہا: ''میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ مضائقہ نہیں۔'' ایک نے پوچھا: ''میں نے شام ہونے کے بعد رمی کی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ حرج نہیں۔'' غرض ایسا کوئی بھی کام جو نحر کے دن یعنی دس ذوالحج کو کسی نے آگے پیچھے کر لیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا: ''کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں۔''

منیٰ میں مسجد الخیف کی فضیلت:

مسجد الخیف جو منیٰ میں ہے۔ یہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی ہے اور فرمایا ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"مسجد الخیف میں ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے۔"

(طبرانی ، سلسلة الا حادیث الصحیحة)

چنانچہ منیٰ میں قیام کے دوران کوشش کرنی چاہیے کہ پانچوں نمازیں باجماعت ہوں اور اگر مسجد خیف میں ہوں تو یہ افضل ہے۔

تشریق کے دن:

ذوالحج کے تین دنوں ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ کو ایام تشریق اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں عرب لوگ گوشت کو دھوپ میں خشک کیا کرتے تھے اور پھر بعد میں اسے کھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کے بارے میں فرمایا:

وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ فِيٓ أَيَّامٖ مَّعۡدُودَٰتٖۚ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوۡمَيۡنِ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِ ﴿٢٠٣﴾ (البقرة:۲۰۳)

"گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو لہٰذا جو شخص جلدی کرے۔ دو دن بعد (منیٰ سے چل) دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تیرا تک ٹھہرا رہے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔"

یعنی چاہے تو رمی میں دو دن رہے اور چاہے تو تین دن پورے کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"تشریق کے دن کھانے پینے کے دن ہیں۔"

ایک روایت میں ہے: "اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔"

اسی طرح بیہقی میں ہے: "تشریق کے تمام دن قربانی کے دن ہیں۔"

تشریق کے تین دن، اللہ کے رسول ﷺ نے منیٰ میں گزارے اور پھر یہاں سے کوچ کیا اور مکہ تشریف لائے چنانچہ تین راتیں منیٰ میں گزر گئیں۔ زوال آفتاب کے بعد جمرات کو کنکر بھی مار لیے اب مکہ کی طرف کوچ ہو گیا چنانچہ اب جس قدر حاجی کو فرصت میسر آئے مکہ میں رہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طواف وداع:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''کوئی شخص اس وقت تک نہ جائے جب تک اس کا آخری عہد بیت اللہ کا طواف نہ ہو جائے۔'' (بخاری و مسلم)

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے طواف وداع کیا اور واپس مدینہ کی طرف چل دیے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ طواف وداع میں نہ رمل ہے اور نہ کندھا ننگا کرنا ہے۔ یہ دونوں کام صرف قدوم میں ہیں۔ طواف افاضہ میں بھی نہیں ہیں اور نہ کہیں اور ہیں بلکہ ایسی حالت میں نماز بھی درست نہیں کیوں کہ صحیح بخاری میں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے اس حال میں کہ اس کے کندھوں پر کوئی چیز نہ ہو۔''

خواتین کے مسائل:

جو عورت حج کے لیے سفر اختیار کرے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند یا اپنے اس رشتہ دار کے ہمراہ حج کے لیے نکلے، جس کے ساتھ ہمیشہ کے لیے اس کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ ایسے شخص کو ''محرم'' کہتے ہیں یعنی عورت اپنے باپ' خاوند' بیٹے بھائی' بھانجے یا بھتیجے کے ساتھ حج کا سفر اختیار کرے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''کوئی مرد کسی عورت سے ہرگز تنہائی میں نہ ملے الا یہ کہ اس عورت کے ساتھ محرم ہو اور عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔''

اس پر ایک شخص کھڑا ہوا۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) میری بیوی حج کے لیے نکلی ہے جب کہ میں نے فلاں فلاں غزوے میں اپنا نام لکھوا دیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ »

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔"

صحیح بخاری میں ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

"اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے ازراہ محبت کہا: "ارے بھولی بھالی روتی کیوں ہے؟" میں نے عرض کی آپ ﷺ نے جو اپنے صحابہ سے کہا، وہ میں نے بھی سنا لیکن میں تو عمرہ نہیں کر سکتی آپ ﷺ نے پوچھا: "کیوں؟ تجھے کیا ہوا؟" اس پر میں نے کہا میں نے نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "غم کی کوئی بات نہیں آخر تم بھی آدم کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی ہو اور اللہ نے ان کی قسمت میں جو لکھا ہے تیرے لیے بھی لکھا ہے۔ لہٰذا اپنے حج کے فرائض ادا کرتی رہو۔"

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے مخصوص دنوں میں بیت اللہ کا طواف نہیں کیا جب کہ بقیہ اعمال حج ادا کرتی رہی.......... اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر مخصوص دنوں میں داخل ہو جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور حج کے باقی ارکان ادا کرلے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

"اسی طرح کر لے جس طرح حاجی کرتے ہیں۔ ہاں البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کر حتی کہ تو پاک ہو جائے۔" (بخاری)

چنانچہ حج کے ارکان سے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فارغ ہوئیں تو انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا.......... اسی طرح صحیح بخاری میں ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ نے تو عمرہ کر لیا جبکہ میں نے عمرہ ادا نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے عبدالرحمٰن! اپنی بہن کے ساتھ جاؤ اور اسے تنعیم سے عمرہ کرا کے لا۔"

پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے آپ کو اونٹنی کے پیچھے بٹھا لیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ ادا کیا۔ (بخاری)

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے مکہ سے باہر مدینے کے راستے پر ایک جگہ کا نام تنعیم ہے۔ اس جگہ اب بڑی خوبصورت مسجد ہے۔ اس مسجد کا نام ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہے...... اسی طرح صحیح مسلم میں ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ذوالحلیفہ میں آئے اور وہاں سے احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک بیٹے کو جنم دیا جس کا نام محمد رکھا گیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ خبر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی کہ اب میں کیا کروں؟

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''غسل کرلو، کپڑا باندھ لو اور احرام اوڑھ لو۔''

ایسے ہی صحیح بخاری کی روایت کے مطابق جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف وداع کے بعد مدینے کی جانب کوچ کا ارادہ فرمایا تو پتا چلا کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مخصوص دنوں میں داخل ہوگئی ہیں۔ مگر پھر جب پتا چلا کہ انہوں نے طواف افاضہ کرلیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہمیں نہیں روکے گی۔'' تو اس طرح صحیح بخاری میں مسند احمد کی روایت کے مطابق جو عورت مخصوص دنوں میں داخل ہو جائے اس نے اگر طواف افاضہ کرلیا ہے تو طواف وداع اسے معاف ہے۔ وہ طواف وداع کے بغیر گھر کی طرف کوچ کر سکتی ہے۔

مردہ اور زندہ کی جانب سے حج کرنا:

صحیح بخاری میں ہے ایک عورت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی مگر وہ حج نہ کرسکی اور مرگئی، کیا میں اس کی جانب سے حج کر لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں کرلے۔''

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی حدیث ہے کہ ایک عورت حجۃ الوداع کے سال آئی اور کہنے لگی: ''اے اللہ کے رسول! اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے وہ ایسے وقت پر کہ میرا باپ اتنا بوڑھا ہے کہ اونٹنی پر ٹک نہیں سکتا تو اگر میں اس کی طرف سے حج کرلوں تو اس کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لبیک اللّٰھم لبیک

باب
پنجم

حج اور جہاد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج اور جہاد

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوۃ ادا کرنا' رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔''

ان پانچ ارکان میں جو سب سے پہلا رکن ہے، وہ باقی ارکان کی بنیاد اور اساس ہے۔ یوں سمجھئے اس پہلے رکن یا اساس پر باقی چار ستون ہیں اور چار ستونوں پر جو چھت ہے اور بلندی اور چوٹی ہے وہ جہاد ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''جہاں تک اسلام کی چوٹی کا تعلق ہے تو وہ اللہ کے راستے میں جہاد ہے۔''

نماز دین کا ستون ہے جس کی اساس توحید ورسالت پہ قائم ہے۔ اس کا رخ بھی جہاد کی طرف ہے۔ نماز کا امام جب صفیں درست کرتا ہے تو وہ دراصل اس بات کی مشق کرا رہا ہوتا ہے کہ یہاں صف کی درستی جہادی صف کی درستی کا پیش خیمہ بنے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ صف میں فرمایا:

إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلَّذِينَ يُقَٰتِلُونَ فِي سَبِيلِهِۦ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَٰنٌ مَّرْصُوصٌ ۝٤ (الصف: ٤)

''بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں صف بنا کر قتال کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

اب سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں کوئی شگاف اور سوراخ نہیں ہوتا اور یہ مشق نماز میں ہوتی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ اور کندھے کے ساتھ کندھا جڑا ہوا ہو، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ جو نمازوں کے امام تھے اور نمازوں میں نمازیوں کی صفیں درست کرایا کرتے تھے، جہاد میں بھی وہ مجاہدوں کے سالار ہوتے تھے اور صفیں درست کرایا کرتے تھے۔ بدر میں بھی اللہ کے رسول ﷺ صف درست فرما رہے تھے جب حضرت سواد رضی اللہ عنہ پر اللہ کے رسول ﷺ نے کمان کا دباؤ ڈالا کہ ذرا پیچھے ہو جائیں تا کہ صف درست ہو جائے۔

اسی طرح زکوٰۃ کا جو ستون ہے، رخ اس کا بھی اپنی چوٹی اور چھت کی جانب ہے۔ مطلب یہی ہے کہ اڑھائی فیصد زکوٰۃ دینے والوں سے جب مولا کریم قرض مانگے، جہاد کے لیے..........تو صدیق و فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی مثالیں سامنے آئیں کہ گھر کا سارا اثاثہ آ رہا ہے، جہادی فنڈ میں گھر کا نصف سامان آ رہا ہے اور تبوک کے غزوہ میں سامان سے لدی ہوئی اونٹوں کی قطاریں دی جا رہی ہیں۔

رمضان المبارک کے روزوں سے بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے کی مشق ہوتی ہے اور جہاد میں یہ دونوں چیزیں سرفہرست ہیں۔ غزوہ خندق میں پیٹ پہ پتھر اور دیگر غزوات میں چند کھجوروں کو چوس چوس کر گزارا کرنا..........صحابہ کا پتے کھانا..........اور پھر قضائے حاجت کا یوں ہو جانا جس طرح بکری کی مینگنیاں ہوتی ہیں......یہ سب حقائق بتلاتے ہیں کہ بھوک اور پیاس کی مشقوں کی کس قدر ضرورت ہے؟

حج آخری ستون:

آخری ستون، حج کا ستون ہے رخ اس کا بھی جہاد کی طرف ہے مگر کس انداز سے؟......

لامحالہ جہاد اسلام کی چوٹی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اسے سب اعمال سے افضل عمل بتلایا ہے تو عورتوں کے دل میں بھی جذبہ پیدا ہوا کہ ہم جہاد کیوں نہ کریں؟ کہ جب مرد حضرات جہاد کر کے ہم سے آگے جا رہے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ! یہ تھیں اسلام کی بیٹیاں جو مردوں کا مقابلہ کرتی تھیں تو نیک کاموں میں مقابلہ کرتی تھیں۔ جنت میں اونچا مقام پانے کا مقابلہ کرتی تھیں۔ اللہ کو راضی کرنے کا مقابلہ کرتی تھیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر نامدار ﷺ سے عرض کی:

”اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم ہے کہ جہاد سب اعمال سے افضل ہے۔ لہٰذا کیوں نہ ہم بھی جہاد کریں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”نہیں! افضل جہاد تو وہ حج ہے جو مبرور ہو۔“

اسی طرح طبرانی میں حدیث ہے کہ ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں کمزور دل، بوڑھا آدمی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”تب ایسے جہاد کی طرف آؤ کہ جس میں تکلیف نہیں اور وہ حج ہے۔“

ان دو احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ عورتوں پر اس طرح جہاد فرض نہیں ہے جس طرح مردوں پر ہے۔ چنانچہ عورتوں کا حج کرنا بھی جہاد ہے دوسرا یہ کہ بوڑھے لوگ جو جہاد میں نہیں جاسکتے وہ حج کرلیں۔

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے انہوں نے فرمایا:

« شَدُّوا الرِّحَالَ فِي الْحَجِّ فَإِنَّهُ أَحَدُ الْجِهَادَيْنِ »

”حج میں پالانیں خوب کس لو کیوں کہ یہ بھی ایک جہاد ہے۔“

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس فرمان نے یہ سبق دیا کہ جس طرح جہاد کے سفر میں اپنے سامان کو خوب اچھی طرح تیار کیا جاتا ہے تاکہ وہ سفر کے دوران کھل نہ جائے اسی طرح حج کے سفر میں بھی سامان کو خوب اچھی طرح باندھ لینا چاہیے۔ جہاد میں بھی یہی بات ہوتی ہے کہ جہادی دستہ ظہر کے وقت ایک مقام پر ہے تو تھوڑی دیر بعد کسی اور جگہ ہے۔ رات کا اگلا حصہ کسی گھاٹی میں گزر رہا ہے تو پچھلا حصہ کہیں اور بیت رہا ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حج میں بھی ایسی ہی صورتحال ہے، دن کا آدھا حصہ اور ایک رات منیٰ میں بسر ہوتی ہے تو صبح کو سورج طلوع ہونے کے بعد عرفہ میں پہنچنا ہوتا ہے پھر جب سورج ڈھل گیا تو اب عرفات کی طرف روانگی ہے۔ سورج غرب ہونے تک یہاں ٹھہرنا ہے اور پھر غروب کے بعد مزدلفہ کی جانب کوچ کرنا ہے۔ رات یہاں بسر ہوگی اور پھر صبح کی نماز پڑھ کر مشعر الحرام پہنچنا ہے وہاں سے جمرہ عقبہ پہ جا کر رمی کرنا ہے۔

منیٰ کے میدان میں وہ منظر بھی بہت یاد آتا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کے لیے یہاں آئے تھے تو شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ بھلا خواب کی بنیاد پر بیٹے کی گردن پر چھری چلاؤ گے؟ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ یہ تمہارا باپ خواب کی بنیاد پر تمہیں ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو بھی اس نے ورغلایا مگر کسی پر اس کا زور نہ چل سکا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اسے کنکر مار کر دفع کیا چنانچہ کنکر مارنے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آجائے اور اس حکم سے شیطان روکے تو اسے کنکر مارے جائیں جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ اور طبرانی میں حضرت سَبُرَہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شیطان (راہ جہاد میں نکلنے والے) آدم کے بیٹے کی راہ میں بیٹھ رہتا ہے اور اسے کہتا ہے تجھے قتل کر دیا جائے گا، تیری بیوی کی شادی (کسی اور سے) کر دی جائے گی اور تیری وراثت تقسیم کر دی جائے گی۔''

پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اور اسلام کا ذکر کیا اور فرمایا:

« فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ ضَمِنَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ »

''پھر بھی جس نے ایسا کیا (یعنی راہ جہاد پر ڈٹا رہا) اللہ اسے جنت کی ضمانت دیتا ہے۔''

غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی شیطان کو کنکر مارے اور پھر اس میدان میں اپنے لخت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جگر کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهُۥ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَٰدَيْنَٰهُ أَن يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ ٱلرُّءْيَآ ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْبَلَٰٓؤُا۟ ٱلْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى ٱلْءَاخِرِينَ ﴿١٠٨﴾

(الصافات:۱۰۳-۱۰۸)

”پھر جب دونوں باپ بیٹا تیار ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ہم نے ابراہیم کو آواز دی۔ اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا، بلاشبہ ہم نیکوکاروں کو (امتحان میں سرخرو کر کے) ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ واضح آزمائش تھی۔“

”پھر ہم نے (اسماعیل) کے بدلے ایک بڑی قربانی دے دی اور ابراہیم کا ذکر خیر ہم نے پچھلے لوگوں میں باقی رکھا۔“

اب اس قربانی کی یاد کو اللہ تعالیٰ نے امت محمد میں یوں باقی رکھا کہ دنبوں، بکروں اور اونٹوں وغیرہ کی قربانی کا حکم دیا.......... اس قربانی کا مقصد کیا ہے؟ یہ مقصد خود باری تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے سورۃ حج میں آگاہ فرمایا:

لَن يَنَالَ ٱللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ ٱلتَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ ٱللَّهَ يُدَٰفِعُ عَنِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَٰتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا۟ ۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾

(الحج:۳۷-۳۹)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"اللہ کو ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون، لیکن اسے تمہاری طرف سے پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو، اس طریقے پر کہ جس پر اس نے تمہاری رہنمائی کی ہے (اے رسول!) مومنوں کو خوشخبری دے دو۔ بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں کا دشمنوں سے دفاع کرے گا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دغاباز ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔ اب جن (مسلمانوں سے کافر) لڑتے ہیں ان کو بھی لڑنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ ان کی مدد کرنے پر بہر صورت قادر ہے۔"

غور کیجیے! اللہ نے اونٹوں کی قربانی کا تذکرہ کیا.......... اور پھر واضح کیا کہ اس خون بہانے سے جو مقصد ہے وہ تقویٰ ہے اللہ کی بڑائی ہے پھر اللہ نے وعدہ کیا کہ وہ دشمنوں کے مقابلے میں مومنوں کا دفاع کرے گا.......... مگر مومنوں کا دفاع اور ان کی جان مال اور آبرو کا بچاؤ کس طرح ہوگا؟ اللہ نے صاف کہا کہ یہ تب ہوگا جب جہاد کرو گے' جب قتال کرو گے اور اللہ تعالیٰ اس کی اجازت عطا فرما رہے ہیں اور یہ بھی واضح کر دیا کہ چونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے لہٰذا اللہ ان کی مدد کرنے کی قدرت رکھتا ہے مگر مدد تب ہوگی جب جہاد کے لیے آگے بڑھیں گے۔

اے حجاج کرام! منیٰ میں خون بہانے اور گوشت کاٹنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے دین توحید کے لیے...... ہندو مشرکوں کا خون بہاؤ۔ عزیر کو اللہ کا بیٹا کہنے والے یہودیوں' تین خداؤں کا عقیدہ رکھنے والے تثلیث کے پجاریوں کے گوشت کے چیتھڑے اڑاؤ اور بدھ مت کے بتوں کی پوجا کرنے والے بدھوؤں کی ہڈیوں کو کاٹو کہ یہ ظالم بھی مظلوم مسلمانوں پہ ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں لہٰذا کافروں سے لڑنے کے لیے اگر تمہیں اپنی اور اپنی اولاد کی قربانی بھی دینا پڑے تو تم اس سے دریغ نہ کرو.......... یہ ہے منیٰ کے میدان میں اس خونریزی اور قربانی کا مقصد.......... وگرنہ تمہاری ان قربانیوں کا نہ خون اللہ کو پہنچتا ہے اور نہ گوشت پہنچتا ہے۔ اسے تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقویٰ کی ضرورت ہے اور یہ تقویٰ سب سے بڑھ کر جہاں پیدا ہوتا ہے وہ قتال کا میدان ہے کہ جہاں ٹکوہ چلتا ہے۔جب بدر میں ٹکوہ چلنے کا معرکہ بپا ہوا تھا تو مشرکین کو کاٹنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے میدان بدر میں تین دن قیام فرمایا:

اس کا مطلب یہ تھا کہ کفر پہ مسلمانوں کی دھاک بیٹھ جائے کہ مسلمان کافروں کو کاٹ کر اور انہیں بھگا کر ابھی تک میدان میں ہیں..........تو جو قربانی کے دن ہیں یہ بھی تین ہیں انہیں ایام تشریق کہتے ہیں چنانچہ دس تاریخ کو تو خوب خونریزی ہوتی ہے اور جو حاجی رہ جاتے ہیں وہ باقی تین دنوں میں قربانیاں کرتے ہیں..........یعنی یہ تین دن اس بات کا سبق دیتے ہیں کہ کفار کو پہلے روز ے تو خوب کاٹو اور پھر جو اکا دکا رہ جائیں ان کا بھی صفایا کرو اور میدان میں خوب جم کر رہو۔

﴿حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ﴾ (محمد: ٤)

”حتیٰ کہ لڑائی اپنے اوزار رکھ دے۔“

وادی محسر سے سبق:

وادی محسر سے جب حاجی تیزی سے گزرتے ہیں تو یہ وادی زبان حال سے پکار کر کہہ رہی ہوتی ہے کہ ابرہہ جو اللہ کے گھر کو ڈھانے آیا تھا۔عرب کے مشرک اس کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ ہاشمی سردار عبدالمطلب نے اور اس کی قوم نے اپنے بتوں کو چھوڑ دیا اور خالص اللہ سے مدد مانگی اور اللہ سے رو رو کر فریاد کی کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے مولا تو ہی اپنے گھر کو بچا.......... چنانچہ اللہ نے اس طرح سے بچایا کہ اس وادی میں ابرہہ کی فوج کا بھرکس نکال دیا۔ابابیلوں کی چونچوں اور پنجوں سے گرنے والے کنکر کیمیاوی بم بن گئے..........تو یہ وادی تیزی سے گزرنے والے حاجی کو کہہ رہی ہے کہ عقیدہ توحید سے وابستہ ہو جاؤ تم کمزور بھی ہو گے تو اللہ تمہاری غیب سے مدد کرے گا اور دشمن کا بھرکس نکال دے گا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جہاد اور زہد:

یاد رہے! زہد وتقویٰ جس قدر جہاد کی عبادت سے پیدا ہوتا ہے اور کسی عمل سے پیدا نہیں ہوتا اور عبادت میں جب بندے کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے، وہ پریشان حال ہوتا ہے تو اس کی ایسی حالت اللہ کو بڑی پسند آتی ہے کیوں کہ مومن اس تکلیف اور پریشانی میں بھی لطف اٹھا رہا ہوتا ہے۔ کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ اس انداز سے اپنے مالک کو خوش کر رہا ہے اور انداز بھی وہ اپنا رہا ہے جو اس کے مولا کریم نے اسے بتلایا ہے۔

نمازی بندہ جب سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے تو فرمان رسول ﷺ کے مطابق وضو کے اعضا قیامت کے روز چمکیں گے۔ اسی طرح روزے کی حالت میں جب روزہ دار کا پیٹ خالی ہوتا ہے اور پچھلے پہر ناگوار قسم کی بو آنی شروع ہو جاتی ہے تو اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مجھے کستوری سے بھی بڑھ کر پسند ہے۔ اسی طرح عرفات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرشتوں میں فخر کرتے ہیں کہ دیکھو! میرے بندوں کی طرف، میرے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ان کے بال پراگندہ ہیں اور جسم خاک آلود ہیں۔

یہ تو رہا روزے اور حج کا معاملہ اور جس کا جسم جہاد کی راہ میں پراگندہ بال لیے ہوئے گرد آلود ہے..... اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمادیا ہے کہ:

"یہ گرد وغبار اور جہنم کا دھواں ایک جگہ اکٹھے نہیں ہوں گے۔"

اور اللہ تعالیٰ سورۃ العادیات میں ان گھوڑوں کے قدموں سے اٹھنے والی دھول کی یہ کہہ کر قسم اٹھاتے ہیں۔

﴿فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا﴾

"(مجھے قسم ہے! ان گھوڑوں کی) جو اس (میدان جہاد) میں دھول اڑاتے ہیں۔"

اور ان مجاہدین کو جو زخم لگتے ہیں..... قیامت کا دن ہوگا تو وہ کس انداز سے اللہ کے حضور آئیں گے؟ بخاری ومسلم کی حدیث ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اللہ کے راستے میں زخمی ہونے والا قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے آئے گا تو اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا اور اللہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ کے رستے میں کون زخمی ہونے والا ہے؟..........تو اس آدمی کا خون کا رنگ تو خون جیسا (ہی) ہو گا لیکن اس خون کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔"

یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ یہ میرے راستے میں زخم کھانے والا ہے پھر یہ نمائش کیوں ہو رہی ہے؟.......... یہ اظہار کیوں ہو رہا ہے؟..........دکھلاوے کا یہ منظر کیوں بپا ہے؟ ہاں! یہ اس لیے ہے کہ..........اللہ لوگوں کو دکھائے کہ یہ ہے میرا مجاہد بندہ جس نے مجھ سے اپنی جان اور مال کے بدلے جنت کا سودا کیا۔ یقیناً جہاد کی عبادت سب عبادتوں سے اونچی ہے تبھی تو نماز، روزے اور حج کی عبادتوں میں وضو کی چمک ہے، روزے کی بو ہے، عرفہ کے دن کی گرد آلودگی ہے،.......... جو جہاد کی گرد ہے وہ بازی لے گئی ہے۔ جہادی زخموں سے جو خون بہہ رہا ہے اس منظر نے کمال کر دکھایا ہے..........کمال کیوں نہ ہو کہ جہاد بذات خود چوٹی ہے اور باقی ارکان چوٹی کی طرف لے جانے والے ہیں۔

واپس مدینہ پہنچنے کی دعا......کہ جس سے جہاد کی خوشبو آتی ہے:

حج اور جہاد کا اب آخری منظر ملاحظہ ہو! امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب ہی اس عنوان سے باندھا ہے کہ:

"جب کوئی حج یا عمرہ یا جہاد سے واپس لوٹے تو کیا کہے۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس آتے تو ہر اونچی جگہ پر تین تکبیریں (یعنی) تین بار "اللہ اکبر" کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے:

« لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٍ............آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ »

(بخاری)

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ہم واپس آنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں اور اپنے مالک کی تعریفیں کرنے والے ہیں۔اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کر دی اور تمام فوجوں کو اس اکیلے نے بھگا ڈالا۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ. لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ. اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ. لَا شَرِیْکَ لَکَ

حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں بے شک سبھی تعریفیں تجھے ہی لائق ہیں۔ ہر طرح کی نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہر طرح کے اختیارات کا مالک تو ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

دارالاندلس
4-لیک روڈ چوبرجی لاہور
042-37230549
6-غزنی سٹریٹ نزد رحمٰن مارکیٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314
Head Off: +92-42-37150891 Fax:+92-42-37150889